

تنویر البرہان

لدفع

ظلمات قرن الشیطان

تالیف

تلمیذ ارشد حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

مولانا حکیم ابوالحسن محمد رمضان علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، ٹٹھار، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب

تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطان

مؤلف

مولانا حکیم ابوالحسن محمد رمضان علی قادری علیہ الرحمہ

سن اشاعت

محرم الحرام ۱۴۳۱ھ / جنوری ۲۰۱۰ء

تعداد اشاعت

۲۵۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، ٹٹھار، کراچی، فون: 32439799

ڈیجیٹل: پیدمالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	چٹا نقطہ	5
۲۔	سوال	7
۳۔	جواب	9
۴۔	غلافِ حق، رنگِ درہاجی نماز پڑھنا	17
۵۔	نڈی نماز پڑھنا	18
۶۔	نمازِ پاشت	25
۷۔	تعبیذ اللہ کے سوا بقدرِ غیب کی طرف منکر کے نماز پڑھنا	32
۸۔	تہوں پر اور ان مخالفوں پر حیدر کرنا	35
۹۔	حیدر بخشیں پھر اللہ کے شکر و کفر نہ ہونے کے دلائل	36
۱۰۔	غیب اللہ کے نام پڑھنا	41
۱۱۔	تکبیر اثناءِ صلوٰۃ	48
۱۲۔	چڑھنا نہ کہنا	49
۱۳۔	توسل و نذرناز کے متعلق کچھ اچھے دلائل	51
۱۴۔	تہجد، ساتواں، چالیسواں کرنا	55
۱۵۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد پڑھنا	67
۱۶۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے متعلق ایک ملوک کے احادیث و روایات	67
۱۷۔	اعمالِ حق پر مدعا و حق	70
۱۸۔	دنِ مقرر کرنا	71
۱۹۔	کسی مسجد میں جانے کے لئے دنِ مقرر کرنا	71
۲۰۔	زیارتِ قبور کے لئے دنِ مقرر کرنا	71

۲۱۔	دنِ مقرر کرنا	72
۲۲۔	دنِ مقرر کرنا	72
۲۳۔	نقلی روزہ کے لئے دنِ مقرر کرنا	73
۲۴۔	ایسا سالِ ثواب کے لئے ایسا دنِ تہجد و عبادت میں بہت سی مستحبات ہیں	74
۲۵۔	سپا رکھیں دینا	81
۲۶۔	مولودارنا	88
۲۷۔	قرآن و حدیث سے عمل میلا آدابِ ثبوت	93
۲۸۔	قرآن مجید سے عمل میلا و مستفاد کرنے کا ثبوت	96
۲۹۔	حقیتِ مشورہ علیہ الصلوٰۃ و السلام اللہ کا فضل و اس کی رحمت میں	97
۳۰۔	حدیثِ مشورہ سے عمل میلا آدابِ ثبوت	99
۳۱۔	مشورہ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے	102
۳۲۔	مشورہ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے میلا و شریف بیان فرمایا	102
۳۳۔	صحابہ کرام کے ہاں مشورہ نے اپنے فضائل بیان فرمائے	103
۳۴۔	ذکر و دعا	105
۳۵۔	میلہ و النبی ﷺ کی خوشی دینا اور غفلت میلا و مستفاد کرنا موجب	
۳۶۔	تہجد و عبادت اور عبادتِ نجات ہے	107
۳۷۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و عبادتِ شاہ	110
۳۸۔	شاہ عبدالرحیم صاحب کا مشاہدہ	111
۳۹۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و عبادتِ شاہ	112
۴۰۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و عبادتِ شاہ	117
۴۱۔	توبہ و توبہ	121
۴۲۔	توبہ و توبہ	123

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، و الصلوة والسلام على سيد

الموسلمين و خاتمة النبيين

تمام قرآن میں اللہ کے لئے جو رب ہے تمام عالمین کا اور درود و سلام جو رسولوں کے لئے دار اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

بعد حمد و صلوة کے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہلسنت و جماعت کو نہایت مستقیم و سادہ و سہل اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کا مطہر مذہب مانہ و دار اور اہل ایمان کی تعلیم کرنے والا بنا دیا۔ یہ سب کچھ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و اولیاء سے محبت کرنا تو درگزر ان سے محبت کرنے والوں سے بھی حد درجہ بڑھ کر ہے۔ اور بات بات پر مختلف قسم کے امتیازات اٹھاتے رہتے ہیں۔ کبھی عز و ابرار سے اولیاء پر بھی اور اس اولیاء پر بھی مذہب و نیاز کے نام پر، اور کبھی سچے و جاہل کے نام پر، اور امتیازات اٹھاتے اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کے علم غیب اور شان پر مختلف قسم کے سوالات اور امتیازات کرنا ان لوگوں کا طبع و ذہن کیا ہے۔

اولیاء اللہ کے نام پر کئی کئی مذہب و نیاز کو حرام بتاتا اور باجائز کا فتویٰ دیتا ان کا انجیلار ہے جب کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کبھی بھی اور اس اولیاء و مذہب و نیاز اور انبیاء علیہم السلام کے علم غیب کی گئی نہیں ہے بلکہ خود قرآن کو کو ہے:

”اور نبی غیب بتانے میں نیک نہیں۔“

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہوا:

”اے ایمان والو! پاک چیزوں کو جنہوں اللہ نے تمہارے لئے حلال

کیا ہے حرام نہ ٹھہرو اور جو حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے

والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

ان آیات کی مثال سے ہی ہمارا مقیدہ و متبع ثابت ہوتا ہے۔

مذکورہ کتاب ”کنز الدہاں لدفع قرن الشیطان“ حضرت حکیم ابو الحسن محمد رمضان علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے، اس کتاب میں ان مسائل پر مدلل طور پر بحث کی گئی ہے اور عقائد اہلسنت کو بحر پر راہداز میں واضح کیا گیا ہے۔

جمیعت اشاعت اہلسنت پاکستان مذکورہ رسالہ کو مسلمانوں کی اصلاح کے حوالے سے سادہ و سہل و مفہوم و اشاعت کے 1899 میں طبع پر شائع کر رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے فضل سے ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

حکیم سید محمد طاہر نعیمی مراد آبادی

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد اعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ﴾
﴿مَسُوا لَا تَحْزَنُوا طِبَاتٌ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْلَوْا إِنَّ اللَّهَ
لَانْحَبُ الْمُتَعَلِّينَ﴾ (پ ۶ ص ۶) صدق اللہ العلی العظیم۔
”اے ایمان والو! کچھ چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال
نہ کیا ہے حرام نہ ٹھہرو اور حد سے نہ بڑھو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حد سے
بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

واضح رہے کہ فی زمانہ فرقہ فساد فیم مقلدین جو دعویٰ الجہدیت کا کرتے اور اپنے
مجتہد سے گرد کو دھوا دھوا کر مسلمان جانتے اور سارے مسلمانوں کو شرک و کافر قرار دیتے ہیں
فیم انقرآن سے بے نیام و حدیث رسول اللہ ﷺ کے بجائے حدیث نکم کے تابع ہیں ان
کی اصل خوارق سے ہے۔ ان سے ان کا ایک بڑا عقیدہ ان عبدالمطلب نجدی ابتداء صحابیوں
صدی ہجری میں ملک نجد میں ہو گیا رہا ہے جس نے خارجیوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے قرآن
و حدیث کی تاویلات فاسدہ کے سہارے تمام مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا۔ مکہ
مکرمہ مدینہ منورہ اور کربلائے معلیٰ غرضیکہ نجد و تیار میں اس کے اوروں کی جماعت و ملاحہ کے
باتوں پر انہوں نے بڑے مسلمان عقول اور فلاحوں کو تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب
النوحیہ، تطہار، شافعی اور قطبہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی شریک و غیر قطبہ
و محابہ)

خوارق کے متعلق صحیح بخاری میں ہے:

كَانَ الْإِسْلَامُ غُصْبًا لِقَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ أَطْلَقُوا إِلَى
آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكِتَابِ فَجَعَلُوها عَلَى الْقَوْمِ مِثْنَ (صحيح
السنن، باب مثل النور، ص ۶۲، ۶۱، ۶۰)

”مشرک سے عبد اللہ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین خلعت

جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ خارجی لوگ کفار کے حق میں نازل
نہدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔“

یعنی جن آیات میں جنوں کی تردید اور بت پرست مشرکین و کفار کی مذمت و ہر دے
ان آیات کی تاویلات فاسدہ کرتے ہوئے جنوں کی جگہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور
امایہ حکام کو اور مشرکین و کفار کی جگہ مسلمانوں کو ماریٹے ہیں اور اسی بناء پر جن آیات میں
مشرکین و کفار کے خلاف جہاد و قتال کا حکم ہے ان آیات سے مسلمانوں کے خلاف جہاد
و قتال ثابت کرتے اور مسلمانوں کے جان و مال کو حلال قرار دیتے ہیں۔

موجودہ بانی بھی اپنے پیشوا ابن عبدالمطلب نجدی کی اتباع میں خارجیوں کے
مسئلہ پر چلتے ہوئے اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کو شرک و کافر کہتے ہیں اور بات بات
پر بدعت و شرک اور کفر کے فتویٰ صادر کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر سوانامہ میں مندرجہ
مولویوں کے قتل و غارتگری کی کوک مسلمانوں کو بزدلی کا زخم انے کی خاطر مسائل کو
کس طرح توڑ مڑ کر اور تفسیر سے سادے مسائل کو الجھا کر کیونکر غلام طلب نکالتے اور پھر
تلفات و جماعت پر افتراء و بہتان طرازی کرتے ہوئے غلط فتویٰ لکھتے اور انہیں اسلام
سے بیحد و حد خارج قرار دیتے ہیں۔

مولوی نے رسالہ بے نماز میں مندرجہ ذیل دس امور کی بناء پر فرزند ان توحید کو کافر

قرار دیا ہے۔

- ۱۔ ترک نماز
- ۲۔ خلاف سنت، بدعتی، دینی نماز پڑھنا۔
- ۳۔ مذہبی نماز پڑھنا
- ۴۔ کعبۃ اللہ کے سوائے بقعہ و نیچے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
- ۵۔ قبروں میں حراں ٹھکانوں پر حیدر کرنا۔
- ۶۔ نیچے اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

۷۔ چڑھا سے کھانا۔

۸۔ پیچہ ساتواں، پالیسواں کرنا۔

۹۔ تیار کر دینا۔

۱۰۔ بولو کرنا۔

اور صاف لکھا ہے کہ ان امور کے مرتکب مسلمان نہیں ہیں، ان سے سلام و کلام ناجائز ہے نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری عداوت و مظاہرہ جتنا زور کے متعلق ہیں۔

اگرچہ مائے ہست و جماعت اور مہندہ ہوا کے داندن تھکن جولیات بار بار سے بچے ہیں اور باوجود اس کے مائے حق قرآن و حدیث کی روشنی میں ان مسائل کی مناسحت مسلسل کرتے رہتے ہیں نیز اس سلسلے میں بلند پایہ تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور مناظروں میں ہادیہ پر بارہ مرتبہ تک گفت گویاں ہو چکی ہیں تاہم اس قدر وضاحت نہیں کہ جب کبھی ان کی رگ خیریت پھڑکنی ہے انہی گھسے پٹے مسائل کو اچھال دیتے ہیں اور بار بار منہ کی کھانے کے باوجود اپنی روایت کو قائم رکھتے ہیں یہ تو کچھ نہیں اب پھر سنے ہر سے یہ فتنہ چلا گیا ہے انہوں نے کتابیں مفت تقسیم کر کے پیدھے سادے مسلمانوں کو بھگانے کی کوشش پھر شروع کر دی ہے اور حضور کے احباب نے فقہی سے ان امور کی مناسحت طلب کی ہے، تو سب فرماں مہرور علیہ الصلوٰۃ والسلام:

مَنْ سَمِعَ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَمَهُ الْجَحِيمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْجَأُ مَنْ

تَارَ الْخَلِيعَ لِرَسُولِي، يَرْجَمُ، ۲۶۹، ۱۹۸، ابن سعد، يوم ۱۶۱، ۹۸، ۹۸،

حسن ابو داؤد، يوم ۳۶۸، ۶۵، ۶۵، الصفحہ ۲۶۳، ۲۶۳، مشکوٰۃ کتاب العلم،

مجلد ۱، صفحہ ۱۶۳، ۱۶۱، ۱۶۱،

”جس سے علی بات پہنچی تھی جسے وہ جانتا ہے پھر اسے چھپائے تو

قیامت کے دن اسے آگ کی لکڑی دی جائے گی“۔ (امام احمد)

فقہی کے لئے شریعت و دنیا کا ان امور کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں پتھرا

کھجے صورت حال واضح کر دے اور رحمت خداوندی سے کچھ بچہ نہیں کہ میری یہی حقیر خدمت دین و مظلومین کے لئے ذریعہ ہدایت اور نگرین پر جہت اور پیہ سے لئے ذریعہ نجات بن جائے آمین یا رب العالمین بحرحمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وسلم و جمیعہ۔

رحمت حق بہانہ ہے جوہ رحمت حق بہانہ ہے جوہ
۱۰۔ انامہ میں فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی مناسحت طلب کی گئی ہے لکن اللہ اعزیز اس مسئلہ تحقیق میں ایک طبعہ مستقل رسالہ شائع کرنے کی کوشش کریں گا۔ ہادیہ نے جن میں اس اور کی بناء پر مسلمانوں کو اسلام سے قطعاً فارق کر کے کافر قرار دیا ہے ان کی تحقیق خبر وادارت قبول ہے۔

۱۔ ترک نماز، ہادیہ نماز نہ پڑھنے والے مسلمانوں کو قطعاً کافر قرار دیتے ہیں، ان کا یہ فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف اور غلط ہے۔

پہلے ہے کہ نماز اسلام کا ایک نہایت اہم رکن ہے قیامت کے روز ایمان کے بعد نماز کے متعلق ہی پرمش دوئی ہے قرآن و حدیث میں نماز کی سخت تاکید کی گئی اور ترک نماز کے لئے شدید وعید وارد ہے حتیٰ کہ نماز کو ترک و اسلام کے درمیان علامت مہترہ (ممتاز کرنے والی) قرار دی گئی ہے قرآن و حدیث کے مسلمان یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی مسلمان ہے بے نماز ہی ہو سکتا ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیمات قرآن و حدیث کا صحیح فہم نہ ہونے کے باعث ہادیہ کتاباری اعتقاد پر دار و مدار رکھتے ہوئے ترک نماز کو کافر قرار دیکر اپنی کج فہمی کا دانی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ کفر و ایمان کا تعلق اعتقاد باطنی سے ہے اور مسلم و غیر مسلم ہونے کا دار و مدار ظاہری اعمال پر ہے۔ ”مومن“ لفظاً مسلمان ہے لیکن یہ نہ دیکھیں کہ مسلمان مومن بھی ہو، پس اصناف و شخصیات لفظاً اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کافر اور ایمان کرنا نہ وہ دشمن و ریلایت دین کا مکرہ نہ ہو، اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں گے، اس کے اعمال و انفس میں جو بے وفائیت یا فسق کوئی ہی کرنے کی بناء پر اسلام سے فارق اور کافر قرار دیں

یُشَاقُّنَا اور حضرت عبادہ بن صامتؓ سے اہل حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں کے درمیان تقاضا واقع ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مومن کو ترک نماز کی وجہ سے مطلقاً کافر قرار دینا ناجائز کی سخت غلطی اور بہت ہی زیادتی ہے۔

خلاف سنت، رکھی، روایاتی نماز پڑھنا

مذاہبانے مزاجیوں اس سے انکار اور لیتے ہیں کہ اس کے تحت چھارے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور بڑی فراخ دلی کے ساتھ نمازی مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان خلافی نوچاروں کے نزدیک جو مسلمان نماز میں ان کی سی حرکت نہیں کرتے یعنی نماز کی حالت میں غصے چوڑی کر کے کھڑے نہیں ہوتے، پہلو ان کی طرح اکڑ کر سیدھا بجا کر رکھتے ہیں یا تھوڑی سی جھنجھٹا کر آئین نہیں کہتے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے اور رفع یہ نہیں کرتے ان مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگا کر اس کا نکار لایا ہے۔

ماظنین نوراً ہمیں کہ یہ لوگ اہل اسلام کو کافر ٹھہرانے میں کس قدر بے باک ہیں ان کے فتوے کی رو سے ہر کار وہ عالم سنی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر زمانہ حال تک مسلمانوں کی غالب اکثریت کافر قرار پاتی ہے مومنین، صالحین، علمائے کرام، ایمانے عظام مجتہدین، فہرین محدثین، تابعین اور آئمان بدایت کے ستاروں صما پر کرام جہیم الرضوان تک ملائیم کے اس شیطان فتویٰ کی زد میں آجاتے ہیں اور اگر آپ مزید غور فرمائیں تو آپ محسوس کر کے کانپ اٹھیں گے کہ ان کے فتوے کی زد (خاک) چرہین مزاجین، شفیق المذنبین رحمۃ اللعالمین محمد زول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے (نورۃ اللہین) مودولہ وادۃ اللہ اہل الصلیم اس لئے کہ اہلسنت وجماعت سنی مسلمان جس طرح بھتہ نماز پڑھتے ہیں اس کا سلسلہ علماء وعلما، اند مجتہدین، فہرین محدثین، تابعین اور تابعین کے ذریعے صما پر کرام جہیم الرضوان تک پہنچتا ہے اور صما پر کرام نے براہ راست زول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا طریقہ یکساں ہے کہ اختلاف روایات کے تحت بعض علماء و مجتہدین، رفع یہ نہیں کرتے آئین بانجہ کہتے اور فاتحہ خلف امام کے کہیں تکامل میں مکرر یہ مقلدین مزاجین کی طرح کسی نے نہیں کہا کہ جو مسلمان رفع یہ نہیں کرتے، آئین بانجہ نہ کہے اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے وکافر ہے اور مجبور علمائے امت اور مجتہدین جو رفع یہ نہیں کرتے آئین بانجہ اور فاتحہ خلف امام پڑھتے، انہوں کو ہرگز کافر قرار نہیں دیتے دراصل یہ اختلاف فقہی، اجتہادی اور مقامی حیثیت رکھتا ہے اور سنی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلمان ان اہلسنت اپنے اپنے امام مجتہد کی اتباع میں نماز پڑھتے اور مقامی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف بعض عقائد و مقاصد یا دشمنی نہیں رکھتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ نہایت خلوص محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور برادرانہ مل جل کر تمام امور عبادی ہیں مگر نہایت غصوں کا مقام ہے کہ شرف مذہب و مزاج اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی میں اپنے مختصر سے گرد و مزاج کے سوا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا اور نہ ساز آئین مزاجین کی رو سے بات بات پر تفرقہ و شرک کے فتوے دیتے سے باز نہیں رہتا۔ (نورۃ اللہین، نور وادۃ اللہ)

مذہبی نماز پڑھنا

جہالت کی انتخاب کے مزاجین نے مذہبی نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے یہ امر ان کے خدشہ باطن کا آئینہ دار ہے اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مقلدین اندازہ جو سنی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمان اہلسنت وجماعت کافر ہیں کہ فقہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اب کوئی غیر مقلدین سے بچے تو نہیں اگر مقلدین اگر اردو مذہبی نماز پڑھتے ہیں تو کیا تم لوگ لا مذہب ہونہ تیار اور کوئی مذہب نہیں۔ کیا تم لوگ غیر مذہبی نماز پڑھتے ہو اگر امام مجتہد کا مقلد ہونا ایک مذہب ہے تو غیر مقلد ہونا بھی ایک مذہب ہے اگر مقلدین بحیثیت مقلد ہونے کے اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھتے ہیں، تو تم بھی عدم تقلید میں دم بھرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید میں مذہب غیر مقلدیت

کے تحت مذہبی نواز پرستے ہو ہیں اگر مقلدین اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نواز پرستے کی وجہ سے کافر ٹھہرتے ہیں تو بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اگر کوئی نیم مقلد ہے تو کر کے یہ کہہ کہ ہم کسی امام کے مقلد نہیں ہم حدیث کے مطابق نواز پرستے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یا تو وہ خود دھوکہ میں مبتلا ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں ایک ایک امر کی مختلف اور بظاہر متضاد روایات پائی جاتی ہیں تو عمل بالجہدِ حق کا حق ایک امر کے متعلق مختلف یا متضاد روایات سے حدیث پر کیونکر عمل کرے گا ایک امر کے متعلق یہ ایک وقت ایک ہی حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے نہ کہ سب حدیثوں پر یہی جب حدیثی عمل بالجہدِ حق ایک حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس امر کے متعلق دوسری احادیثِ عمل سے وہ جانیں گی اور اس کا جوئی باطل ہو جائے گا کیونکہ ان کو اس عمل بالجہدِ حق کا تقاضا تو یہ ہے کہ حدیث کا عمل بہ حدیث پر نہ ہو۔ مثلاً رفع یدین کے متعلق ایک روایت میں اثبات ہے:

عن سالم عن ابيه قال رقت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة ورفع يديه حتى يحاذي منكبيه وقبل ان يركع واذا رفع من الركوع ولا يرفعهما ما بين المسجلتين

(صحيح مسلم، كتاب الصلوة باب استنباب رفع يدين حد و الف)

”حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین فرماتے اور تہجد کے درمیان ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔“

اور دوسری حدیث میں اس کی لڑی ہے، امام ہاشمی نے روایت کیا:

حاشا سويده بن نصر ثواب عبد الله بن المبارك عن سفیان الثی آخر المسند ولفظه فقام فرفع يديه اولى مرة ثم لم يعد قال

العلامة الهاشم التتوي في كشف الخرب عن مسئلة دفع اليدين ان اسناد التتوي على شرط الشيخين (حاشية مسلم عن ۱۶۸ ج ۱)

مسند دار فطن، كتاب الصلوة باب ذكر الكبير، رقم ۲۹۴/۱، ۲۹۴/۲

مسند ابن ماجة، كتاب الصلوة باب رفع يديه، رقم ۷۴۲/۱، ۷۴۲/۲

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کیلئے کھڑے ہوئے پس آپ نے پہلی بار رجبہ تحریر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز میں رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے یا کسی دوسرے موقع پر رفع یدین نہ فرمایا اور تیسری روایت میں امام بخاری میں مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اول سے اٹھتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے۔“

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں:

وصح ابضا من حديث ابی حميد الساعدي رواه ابو داؤد والترمذي باسناد صحيحه وقال ابويكون بن المنذر وابوعلي الطبري من اصحابنا وبعض الحديث يستحب ايضا في السجود (الدرج صحيح مسلم عن ۱۶۸ ج ۱)

تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع یدین کے رکوع میں ابو حمید الساعدی سے بھی صحیح حدیث مروی ہے اس روایت کو ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح استاد کے ساتھ روایت کیا ہے اور تمارے اصحاب سے ابو بکر بن الحداد اور ابو علی حلبی اور یحییٰ بن خالد قسری نے روایت کی ہے کہ تہجد کے وقت رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے۔

اور پھر اس کے برعکس دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

رأى النبي صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلوة رفع يديه

حتى حاذی بهما اذنه ثم بعد المي شتى عن ذلك حتى
 فرغ من صلواته. (سنن دار فطنی، کتاب فضلة باب مکر التكبير،
 رقم ۱۱۱۶، ۱۱۱۷)

”انہوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا جبکہ حضور نے نماز
 شروع کی تو ہاتھ اٹھائے کھانوں کے مقابل کر رہے پھر نماز
 سے فارغ ہوئے تک کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔“

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما مانتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه الا عند
 افتتاح الصلوة ثم لا يعود شي من ذلك (فتح القدير، ومعرفة
 شرح سننکوة)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شروع نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے
 پھر کسی وقت نہ اٹھاتے تھے۔“

ماثرین فیہ چانداری کے ساتھ نورفہ ماں کی بعض احادیث میں عجیبہ تحریر یہ اور
 رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یہ یاد کر رہے اور بعض میں تشہد اذان
 سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یہ یاد کر رہے اور بعض میں دونوں تہجدوں کے درمیان رفع
 یہ یاد کرنے کا بیان موجود ہے اور پھر بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ سوائے عجیبہ تحریر یہ
 کے ہر کار وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے تک کوئی رفع یہ یاد کرنا یا تو
 اپنا بتایا جائے کہ جو شخص حدیث پر عمل کرے یا دعا ہے اور کہتا ہے کہ میں حدیث کے مطابق
 نماز پڑھتا ہوں، وہ صرف ایک رفع یہ یاد کر کے حاملہ میں ان تمام مختلف احادیث پر کس
 طرح عمل کرے گا، اس لئے کہ اگر اس نے صرف عجیبہ تحریر یہ یاد کر لیا اور رکوع میں جاتے اور
 رکوع سے اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے تب تک یہ قائلہ یاد کر لیا تو اس کا عمل ہے تو تشہد اول سے
 اٹھتے ہوئے رفع یہ یاد کر لیا اور تہجدوں کے درمیان رفع یہ یاد کرنے کی حدیث پر

عمل رہ جاتا ہے اور پھر اگر وہ تشہد اول سے اٹھتے ہوئے اور تہجدوں کے درمیان بھی رفع
 یہ یاد کر لے یعنی رفع یہ یاد کر لے ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے عجیبہ تحریر یہ رکوع میں
 جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے تشہد اول سے اٹھتے وقت اور تہجدوں کے درمیان ہر جگہ
 رفع یہ یاد کر لے تو پھر اس صورت میں بھی ان ساری احادیث پر عمل کر رہا جاتا ہے جن
 میں مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے سوائے عجیبہ تحریر یہ سے نماز سے فارغ ہونے
 تک کسی جگہ رفع یہ یاد نہ کیا۔ پھر یہ کہ رفع یہ یاد کرنا ہے تو لکھی کی حدیثوں کا مخالف
 جاتا ہے اور اگر نہیں کہتا تو اثبات والی روایات حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔

نیز اگر رفع یہ یاد کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو کافوں تک ہاتھ
 اٹھائے والی حدیث کا ترک اور مخالف جاتا ہے اور اگر کافوں تک ہاتھ اٹھائے تو کندھوں
 تک ہاتھ اٹھائے والی حدیث ترک ہو جاتی ہے، رفع یہ یاد کر کے بعد قرأت تکلف الامام کے
 مسئلہ کو سمجھتے تو یہاں بھی یہی صورت موجود ہے کہ امام کی اقتداء میں سورہ قاتحہ پڑھنے کے
 ثبوت میں وہ روایات بھی آپ کو ملتی ہیں جن پر یہ قائلہ یاد کرتے اور عمل کرتے ہیں اور
 ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے نتیجہ کے لئے یہ قول طرین طرین کے ملے اور رہانے
 تراشے نظر آتے ہیں۔ عرض مدعیان عمل ہاتھ بیٹھ اس مسئلہ میں بھی ساری حدیثوں پر عمل
 کر کے اپنی صداقت ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

عن عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی ﷺ لاصلوة لمن لم
 یقرأ بفاتحة الكتاب (صحيح مسلم، ج ۱۰، رقم ۱۹۲)
 ”جو شخص سورہ قاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صلى
 صلوة لم يبقوا، فيها بام القرآن فيحي حجاج لانا غير تمام
 فقبل لابي هريرة اننا نكون وراء الامام فقال اقراء بها في
 نفسك الحديث (مسلم ج ۱، ۱۹۹)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے، تین مرتبہ فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی تو ان سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے نہ پڑھیں تو اس صورت میں ہم سورۃ فاتحہ کیونکر پڑھیں تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لو۔“

نیز اس کے برعکس ایسی روایات بھی پیش آتی ہیں جو اس سے بالکل متضاد ہیں۔
ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

واخرج البيهقي عن ابي هريرة موقعا كل صلوة لا يقرأ فيها باسم القرآن فليخداخ الا صلوة خلف الإمام. (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم ۶، ملخص آخر)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی عام یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی گئی، وہ ناقص ہے مگر امام کے پیچھے نہیں۔“

وعن ابن عباس موقعا كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة الا ذاء الإمام (مسند الكشي للبيهقي، كتاب الصلاة، باب تعيين القراءة، رقم ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ نماز نہیں ہوتی مگر امام کے پیچھے۔

اب اگر ہم عمل جائز حدیث امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو ان حدیثوں کا تارک اور مخالف نہیں بنے ہیں میں مخالفت ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو یہ ظاہر ان حدیثوں کے خلاف

ہوتا ہے جن میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تاکید ہے۔

مسئلہ: آمین کے تعلق بھی مختلف روایات ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت عائشہ بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال آمين ورفع يده صوته. (أخرج العيني في النبابة، باب التيامن بعد الفاتحة، ص ۲۴۸، مطبوعة كوثبة)

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ۱۱ الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین اور اپنی آواز کو اونچا فرماتے۔“

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى يسمعون اهل الصف الاول فيودع يدها المسجد. (النبابة شرح الهداية، باب التيامن بعد الفاتحة، ص ۲۴۹، مطبوعة كوثبة)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین حتیٰ کہ پہلی صف والے اس لیے پس آمین کی آواز سے مسجد کو چھ پھانتی۔“

ابوداؤد و ترمذی، ابن شیبہ نے حضرت عائشہ بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قراء غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال آمين وخفض به صوته. (جامع ترمذی، ج ۸، ص ۵۸، مطبوعة قدیمی کتب خانہ، کراچی)

”فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے سنا۔ پس آپ نے فرمایا آمین اور اپنی

آواز پست (آیتہ) رکھی۔

امام احمد، ابو داؤد، طحاوی، ابویعلیٰ موصلی، طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حاکم نے فرمایا اس کی سند نہایت صحیح ہے۔

عن وائل بن حجر انه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غير المعصوب عليهم والضالين قال آمين ومغضى بهما صوتا.

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المعصوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے تو فرمایا آمین امرائی آواز پست رکھی۔“

یعنی شرح بدایہ حضرت ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی:

عن عمرو بن الخطاب قال يخفى الإمام أربعة العوذ بسم الله الرحمن الرحيم آمين وربنا لك الحمد. (القبابة في شرح الهداية، باب البهر والإعفاء في التسمية، ص ۱۶۶)

”حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام چار چیزوں کو پست کہے، اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لك الحمد۔“

اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق بھی مختلف روایات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

نمازِ پاشت

عن عائشة أنها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي سبحة الضحى قط وإنى لأُسنحها وإن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدع العمل وهو يحب أن

يعمل به خشية أن يعمل به الناس فيفرض عليهم.

”حضور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی بھی نمازِ پاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور اس کے باوجود میں نمازِ پاشت پڑھتی رہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسندیدہ اعمال کو اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار دے دیں گے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار دے دیا جائے۔“

اس کے متصل یہ روایت بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی منقول ہے کہ حضرت یزید یعنی ارباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بیان کیا کہ:

أنها سألت عائشة كم كان يصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الضحى قالت أربع ركعات ويزيد ما شاء

(صحيح، مسلم، باب استحباب صلاة الضحى، رقم ۵۱۹، ص ۲۶۱)

”آپوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نمازِ پاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ فرمایا چار رکعت اور جس قدر چاہتے اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے۔“

پہلی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی نمازِ پاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور دوسری میں خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار رکعت نمازِ پاشت پڑھتے تھے اور چاہتے تو زیادہ بھی پڑھتے اور دیکھتے:

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال ما أخبرني أحد أنه رأى النبي

صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ الا ام ہانی فانہا حدثت
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بیتہا یوم فتح مکة فصلی
لثمان رکعات۔ (صحیح مسلم، باب استنباب صلوة
الضحی، رقم: ۲۳۷، ۲/۶۱)

”حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو
ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور نے خبر نہیں دی کہ اس نے
حنوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پاشت پڑھتے دیکھا ہے حضرت ام
ہانی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج مکہ کے دن ان
کے ساتھ تھے ایسا نے اور نماز پاشت کی آنحضرت پڑھیں۔“

اس حدیث میں آنحضرت کا ذکر ہے اور پھر علامہ:

عن ابي هريرة قال اوصاني خليلي بثلاث بصرام ثلاثة ايام
من كل شهر و ركعتي الضحى وان اوتر قبل ان ارقد
(صحیح مسلم، باب استنباب الضحی، رقم: ۷۶۱، ۲/۶۶۶)

”مجھے میرے خلیل (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تین باتوں
کی وصیت فرمائی ایک یہ کہ ہر ماہ تین دن روڑ رکھا کروں، دوم یہ کہ
نماز پاشت، دو رکعت پڑھا کروں، سوم یہ کہ سونے سے پہلے نماز
پڑھا کر دو۔“

اس حدیث میں دو رکعت نماز پاشت کا حکم ہے۔

ابو راب آپ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق روایات لا احکم فرمائیں۔
عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یفی ان یسوب
الرجل قائما قال فقلنا فلا کمال فقال ذاک اصو او
الحیث (صحیح مسلم، باب فی الشرب فافشاء، رقم: ۲۰۲، ۲/۸۰۴)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پئے۔
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ہم نے آپ سے
کھڑے ہو کر کچھ کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اس سے
بھی زیادہ برا ہے یا پھر فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ عجیب کام ہے۔“

اور دوسری روایت میں ہے:

عن ابي سعيد الخدري ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زجر
عن الشرب قائما (صحیح مسلم، باب فی الشرب فافشاء،
رقم: ۲۰۲، ۲/۸۰۴)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی کے ساتھ ڈانٹ
کر رکھا ہے۔“

اور اس کے بعد غرض بخاری شریف میں ہے:

(ان علیا) شرب قائما فقلل و ثبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فعل کما قالہ صوفی فعلت۔ (صحیح البخاری، باب الشرب
فافشاء، ج ۲ ص ۸۴، مطبوعہ مکتبہ کتب خانہ کراچی)

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا جس
طرح تم نے مجھ کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا اسی طرح میں نے رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے۔“

اب کوئی غیر مقلد یا ان کا کوئی حامی بتائے کہ مندرجہ بالا احادیث پر کوئی شخص کیونکر
عمل کر سکتا ہے؟ اگر کوئی بلند آواز سے آمین کہے تو آہستہ آواز سے آمین کہنے والی احادیث
کے خلاف عمل ہوتا ہے اور آہستہ کہے تو بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث کی مخالفت

ہوتی ہے۔

نماز پاشت کے متعلق احادیث میں بظاہر اس قدر تشادہ و اتع ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر رکعت پڑھنا ثابت ہے آخر رکعت پڑھنا ثابت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ثبوت ملتا ہے اور ان سب کے برعکس کوئی روایت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے نماز پاشت پڑھتے بھی دیکھا ہی نہیں۔ اب کوئی مانی کا نماز پاشت کی حدیثوں پر اس طرح عمل کر کے دکھائے کہ کوئی حدیث عمل سے رو نہ جائے نہ مندرجہ بالا آخری روایات میں کھڑا ہو کر پینے سے منع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے تو کھڑے ہو کر پینا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علماء ثابت ہے پس بادی النظر میں اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پیتا ہے تو معاف کی حدیث کے خلاف اور اگر کھڑا ہو کر نہیں پیتا تو کھڑا ہو کر پینے والی حدیث کا مخالف ٹھہرتا ہے۔

پھر قدم پینے پر اہم نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کے دیگر امور اور نماز کے علاوہ شریعت کے دیگر بہت سے امور میں بھی اسی طرح مختلف احادیث ہیں جن کے قیاساً نظر عمل بالجہدیت کا مدعی ہر قدم پر بعض احادیث کا تارک مخالف رہتا ہے اور اس طرح اس کا دوائے عمل بالجہدیت سے اسراف اور باطل ٹھہرتا ہے۔

اگر کوئی وہابی بہت کر کے مقابلہ پر آئے تو فقیر صحاح ستہ و دیگر معتبر کتب احادیث سے ایسی بہت سی روایات حدیث قرآن کرنے کو تیار ہے جن پر دعویٰ ان عمل بالجہدیت سے سے عامل ہی نہیں ہیں۔ نیز بہت سی ایسی روایات حدیث جن پر ان شیخ بے مہار و مہارت کا ایمان ہی نہیں ہے یہ عوارق الاصل ان صحیح احادیث کے خلاف عقیدہ و عمل رکھتے ہیں۔

نہر حال اس بحث کے نتیجے میں ثابت ہوا کہ عمل بالجہدیت کا کوئی مدعی کسی صورت تمام احادیث پر عامل ہونے کا محقق ثابت نہیں کر سکتا، خواہ کچھ بھی کر لے اگر اس کا عمل بعض احادیث کے موافق ہو تو بعض احادیث کا تارک یا مخالف ضرور رہے گا، عرض مدعی عمل

بالجہدیت ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس مشکل سے بچانے کے لئے رشتہ الملائکین سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِي سُنَّتِي سُنَّتِي (مشکوٰۃ)

کتاب الایمان، ص ۱۰۱، باب الاعتصام، مرقم ۱۶۵، ۵۲، سنن ابی داؤد،

مرقم ۵۶، ۵۶، سنن الترمذی، مرقم ۲۶۵۶، ۲۶، سنن ابن

محبہ، مرقم ۴۲، ۱۵۰)

”تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے۔“

خیال رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہ بجدی شیخ نے فرمایا کہ تم پر میری حدیث پر عمل کرنا فرض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ محبوب و دانائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ احادیث پر عمل مانگن ہے۔ ملکہ بجدی فرمایا کہ امت کی مشکل حل فرمادی کہ میرے طریقہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کی پیروی اختیار کرو، لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہابیاہ الامام مابنی عمل بالجہدیت اور عمل بالسنن کے فرق کو نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ ان نبوی ملکہ بجدی کے تارک ہو کر عمل بالجہدیت کے زعم میں گرفتار ہو گئے اور اس کی پاداش میں ہر اہل مستقیم سے ہٹ کر سواوا انھم سے کٹ گئے اور ہر صدق امن شدہ شدہ فی النار جہنم کے مستحق بن چکے ہیں، پھر اس کے باوجود جس طرح ایک دیوانہ خود کو فرات اور ساری دنیا کو دیوانہ سمجھتا ہے۔ خود ہی اسی طرح یہ لوگ دلو سے تنگہ دلوئے ہونے کے باوجود خود کو راہ پر اور تمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ خود انھم میں نہ کلمہ

تہمہ تعالیٰ و بقول رسول لا علی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقلدین انہم اور بہت بدعت و جماعت اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد ملکہ بجدی سے اظہار راشدین پر عامل اور ہر اہل مستقیم پر گواہن میں کہ اگر کچھ بدعتیں منہم ارضوان نے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور خلفاء راشدین علیہم ارضوان کے عمل و ارشادات کی روشنی میں خدا وادھتہ فی الدین کی بدعت منہم ہر راست کے ساتھ غٹا، خدا اور ول خدا کے مطابق مسائل

شریعت متعین مہم تیار کر سکتا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت مرحومہ کے لئے واضح فرمایا، مفسرین، محدثین، شارحین حدیث بلند پایہ علمائے حق اور اہل ایمان اللہ نے اندر بہترہدین کی تحقیق، تفسیر، عمل و امتداد کرتے ہوئے ان کی تقلید کو اختیار کیا اور ان کی اتباع میں تمام مسلمان اندر اربعہ کے مقلدین گئے اور اس طرح تقلید اندر بہترہدین پر اجماع ذات قائم ہو گیا۔

چنانچہ مخالف مسلمانین کی طرح آج بھی ساری دنیا میں جو یہ علمائے حق اور مسلمان تقلید پر عمل پیرا ہیں لیکن جب کا مقام ہے کہ ان کی تقلید غیر مقلدہ بانی جو مفسرین کی تقلید اور محدثین کی متابعت کر دو کتب حدیث، شارحین حدیث کی عبارتوں کو نہایت جھٹکا تو دور کنارہ کی طور سے پڑھ لینے کی قابلیت بھی نہیں رکھتے، ہڈی بے باکی کے ساتھ اندر بہترہدین پر زبان طعن و راز کرتے اور ان کی شان کی رفیع میں دریغ و فتنی کی جستار کرتے ہیں اور ستم بالا ستم یہ کہ مقلدین اندر اربعہ مفسرین، محدثین، علمائے کرام، اہل ایمان و عقلماء اور تمام مسلمانان امت کو مشرک اور کفار ملت، رکن، راہنہ و رہنما قرار دیتے ہیں۔ والے کہہ کر کافر قرار دینے سے نہیں شرماتے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ تعلیمات قرآن و حدیث سے بے بہرہ اور بے فکر ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ:

اجبوا الشواذ الا عظم فانه من شذوذ شذوذ فی الناس (تذکرہ کتب)

الایمان، باب الاعتصام، رقم ۱۷۴، ۱۰۰/۶)

”موافقہ عقلم و امت کی یہی جماعت کی اتباع کرو، بلاشبہ جو موافقہ عقلم

سے ملجھ نہ دے اس سے ملجھ کر کے جنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

گر کسی قدر دریغ و دلیر ہیں۔ جو ایمان عمل بالحدیث، امتحان ہے نہ ہمارے بانی کی سرکار وہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ موافقہ عقلم سے ملجھ نہ دے کہ شوز و موافقہ عقلم ہی کو مشرک و کافر قرار دے رہے ہیں۔ فی الواقع ا

سے جیلاش ہو، چہ خواہی کن

کعبۃ اللہ کے سوا بغداد و غیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

مسلمانان اہلسنت و جماعت کو یہ صورت زبردستی مشرک و کافر ٹھہرانے کی خاطر بانی کس قدر بے یقین و بے قرار ہیں؟ چنانچہ اس بیوقوفانہ سے ظاہر ہے۔ دیکھتے تو سمجھیں کہ کس طرح بھڑے بنا کر وہ سنی مسلمانوں پر بے بنیاد و تہمت تراش کر انہیں کافر ٹھہرا لیا گیا ہے۔ ہادیہ کا، شاہکار کا رمانہ ان کی غارت و شہامت اور ان کے تاریخی الاصل ہونے کا منہ پھوٹا ثبوت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کعبۃ اللہ کے سوا بغداد و غیرہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا۔ مسلمان جانتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا فرض ہے۔ نیز یہ کہ کعبۃ اللہ کی طرف منہ نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا بانی تو یہ ارہم نے صلوة غوثیہ کو نکالتے بنائے کی کوشش کی ہے معلوم نہیں کہ یہ کوشش و بانی صلوة غوثیہ کی اصطلاح سے بے خبری و جہالت کے باعث حفاظ کا شمار ہیں یا بحث بالحق کی وجہ سے صلوة غوثیہ کے اصطلاحی نام پر عوام کو غلط فہم سے کر شوق تحریف پورا کرنا چاہتے ہیں۔

بہر حال حقیر اہل حقیقت کے لئے صلوة غوثیہ کی کیفیت اور ترکیب لکھ کر اس بات کا فیصلہ منصف مزاج فارمین پر چھوڑتا ہے کہ بانی صاحبان فتوائے نضر صادر کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک باغیہ صحابی سرکار وہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

ان یعاقبونی فقال ان شئت دعوت وان شئت حبوت فینو حینو

لک قال فادعہ قال فادعہ ان ینو حینو، لیستحسن الموضوع

ویدعوا بھذا الدعاء الی اسئلك واتوبۃ الیک

سنیبتک فحمدت نبی الزخمة فاحمدت انی توخفت ہک الی

رَبِّی لَیْقَضِی لِی فِی حَاجَتِی هَذِهِ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْنِیْ فِیْ اَعْدَاوَتِیْ

باب جامع الدعاء، ۱/۲۶۱، جامع القرطبی، مرقم ۴۰۸/۴، ۲۵۷۴، ۴۰۸/۴۔

مسند ابن ماجہ، مرقم ۱۲۷۵، ۱۷۲/۲، ابن خزیمہ، باب صلاة

الترہیب و الترهیب، ۲/۲۴۱، المسند، ۱/۲۸۴، المعجم الکبیر،

مرقم ۲۰۹، ۷۲۱، و لفظ الطیوانی فقام و انصو

”یا رسول اللہ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے جنت کی عطا

فرمائے، آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو

(اپنی ماجت) پر اصرار کر کہ یہ حج سے حق میں بھڑے، تو اس نے عرض

کی یا رسول اللہ آپ دعا فرمائیں میں آپ نے اسے علم فرمایا بہت

اچھی طرح بھوک اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال

کرتا ہوں اور میری طرف متوجہ نہ ہو، حج سے نبی محمدؐ بھی ارجح

کے وسیلے سے، یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی

طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کے صدقے میں میری اس

حاجت کو پورا فرمائے۔ یا اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول

فرما۔ طبرانی کی روایت میں ہے وہ دعا دینا یہ دعا مانگ کر اٹھا تو اس کی

آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔“

محدث علی بن عقیل میں یہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی۔ مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی تجویز پوچھی، حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا تو بھوک کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھا اور کہہ:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَذِکُّ وَ اَتُوَّجِّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ

بِمَا مُحَمَّدٌ اَلِیْیَ تَوَجَّہْتَ بِکَ اِلَیّ رَبِّیْ لَیْقَضِیْ اِلَیّ فِی حَاجَتِیْ

هَذِهِ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْنِیْ

اور اپنی حاجت بیان کر اس نے اسی طرح عمل کیا اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در و درت پر حاضر ہوا۔ وہاں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ دعا پڑھائی، امیر المومنین عثمان نے اس کو اپنے فرشِ ناس پر بٹھالیا اور پوچھا تمہاری حاجت کیا ہے؟ اس نے حاجت عرض کی۔ آپ نے حاجت روا فرمائی، پھر اس شخص نے یہ دعا حضرت عثمان بن حنیف سے بیان کیا انہوں نے کہا! رسول اللہ ﷺ نے ایک ماجت کو یہ دعا تعظیم فرمائی تھی تو اس ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے یہ دعائیں لے تم کو بتائی مرنے میں لے تمہاری ماجت کوئی نافرمانی نہیں ہے۔

احادیث سے معلوم ہوا کہ تشائے حاجات کے لئے دو رکعت نماز نفل اور کربا مقبولان یا رنگاہ رب العزت کے وسیلے سے دعا مانگنا اور محبوبان الہی کو یہ دعا خطاب بردار کر کے ان سے توسل کرنا سنت اور موجبِ حق بابِ اجابت ہے (مسند توسل و مذاہ و استعاذہ اور استمداد کی مکمل تحقیق نہیں فقیر کی تالیف تسویرۃ ایمان میں دیکھئے) میں فرماں نبوی و سنت صحابہ کے مطابق نائبِ رسول اقصین حضور غوثِ اقصین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تالیف ارجحہ نے تشائے حاجات کے لئے فرزندِ ان تو میرے کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من استغاث بی فی کربۃ کشف عہ و من نادى باسمی فی شلۃ فرجت عہ و من توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃ قضیت لہ و من صلی و رکعتین بقوا فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاسلام ویسلم علیہ ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یدکر فیہا اسمی

وَمَا لَكُمْ حَاجَةً فِئْتَانِي مَقْصُفِي يَافَى اللَّهِ (سُورَةُ الطَّافِرِ، ص ۶۷، رِسْدَةُ
الْأَنَارِ، ص ۱۰۶، مِهْجَةُ الْآفَارِ، ص ۱۹۷)

”جو تکلیف میں مجھ سے فرمایا دکرے وہ تکلیف رفع نواور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر نہ اکرے۔“ یعنی وہ روز نواور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو درگاہت نماز ادا کرے، ہر راحت میں بعد فاتحہ کے سورۃ اخلاص کیا رہ بار پڑھے پھر سلام بھیج کر نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجے پھر عراق کی جانب کیا درود قدم طے پر قدم پر میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت رہے“۔

اکابر اہل کرام، علمائے عظام مثل امام ابوحنیفہ نور الدین علی بن جریر نجفی شافعی امام عبد اللہ بن احمد یافعی مکی و امام علی قاری حدیث مکی و مولانا ابوالعالی محمد مسلمی و شیخ متقی و مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہم اپنی آسانیف جلیلیہ بھیجے اسرارہم غلامتہ الخافریہ، مزینہ الطاطر، و تحقیق داور یہ، و زبدہ الاقاوہ غیر وہیں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل روایت فرماتے ہیں اور چونکہ اس طرح نماز تثنائے حاجت کی ترکیب حضور غوث اعظم نے بتائی ہے اس لئے عرف عام میں اس کا نام سلوۃ غوثیہ مشہور و معروف ہے یہ محض بابائے کائنات باطنی ہی ہے کہ اس کو فی نام کی آڑ لے کر خود کو تو اہل اہرام تراشی و بہتان طرازی کرتے اور فرزند ان تو حیدر پر شرک و کفر کے ٹوٹے ٹاٹا کر دینا و آخرت میں اپنا منہ لانا کرتے ہیں۔ غوثیہ اللہ ان حضرات الطوبیہ۔

قبول، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنا

اس سے بھی مایوس کا قصب اور ان کی شغافہ ظاہر ہے، یہ نادان لوگ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ نہونے کی وجہ سے اور انہیں اہل ایمان اسلام و اہل اہل شہداء و پیغمبر الزہد اور مسلمانوں سے انتہائی بغض و کینہ رکھنے کے سبب اس قسم کے حیثیت فناء علی سادہ

کرتے ہیں، فقیر ان کے اس بہتان و افتراء کی تردید اور صحیح صورت حال واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے، مآثرین غیر باہداری کے ساتھ نوکر یں اور بابائے دیانت و شرافت کی داد دیں۔

واضح رہے کہ شرعی لحاظ سے سجدہ و تمسک کا ہے (۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تہیت یا سجدہ تعظیمی، سجدہ عبادت علی اللہ یقیناً اجتماعاً شرک میں نہیں ہے، آخر میں ہے، اس کا مرتب شرک و کفر ہے بغیر تو پکے اسلام لائے مرسیا تو بحکم اللہ عزوجل۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ الْآيَةُ (الْمَلَاءِ ۲۸)

قطعا مغفورا نہ بخند فی التا رہے۔

سجدہ تہیت (سجدہ تعظیمی) علی اللہ شرکیت مجھے یقیناً اجتماعاً حرام و نہاد و کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر ہے، تاہم اس کا مرتب کافر نہیں بلکہ مرتب حرام اور زیہ گناہ ہے، بغیر تو پکے مرسیا تو بحکم اللہ عزوجل و بغیر مادون ذلک نہیں رہتا۔ اس کی پیشکش کی امید ہے یعنی تمام مغفور و مفلد فی التا رہیں۔

سجدہ تعظیمی بغیر اللہ کے شرک و کفر نہ ہونے کے دلائل

قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا الْيَاسِينَ (الْقُرْآن ۲۰)

”جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے یاسین کے۔“

وَرَفَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْعُشْبِ وَخَوَّاهُ اللَّهُ مُسْخِطًا (يُوسُف ۱۰۰)

”یوسف علیہ السلام نے اپنے ہاں باپ کو تہیت پر پائیدار کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدہ میں گرے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اور برادران یوسف کا سجدہ

کرنا مذکور ہے، اگر بلاشبہ شیعہ کے شیعیت توئی کی زمرہ سے تہدو بھی اللہ مطلقاً شرک و نافر ہے تو غور فرمائیے کہ شرک و نافر رشتوں پر منت سے لاقب علیہ السلام، برادران یوسف، حضرت یوسف علیہ اور خود اللہ تعالیٰ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تہدو بھی اللہ کا حکم فرمایا۔ ملائکہ نے خیر اللہ آدم علیہ السلام کو تہدو کیا۔ حضرت لاقب علیہ السلام اور برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تہدو کیا اور یوسف علیہ السلام اس پر راضی ہوئے۔ پس اگر ہانی بدھوی اپنے بدھوتی میں سچے ہیں تو راتہ تکر کے حضرت لاقب علیہ السلام پر اور ان یوسف پر رشتوں پر ہر اللہ تعالیٰ پر بھی شرک و نافر کا فتویٰ کا کر شائق کریں۔

نیز بتائیں کہ کیا قرآن مجید میں بھی شرک و نافر تحریر ہے؟ اگر نہیں اور مجر نہیں تو پھر اپنی مافوقی، عنایت و جہانت اور شکایت پر قائم کریں اور اپنی خیر متائیں۔

یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی مخلوق کو اپنا شرک ایک تہہ اسنے کا حکم فرمائے اگرچہ پھر اسے کبھی منوع بھی فرمائے یعنی شرک ہر زمان اور ہر حال میں شرک ہی ہے اور کسی طرح کے لئے ہائز نہیں ہو سکتا یہ بھی محال ہے کہ ملائکہ، انبیاء و پیغمبر اسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی شرک ایک خدا بنائے یا اسے رہ انھیں رائے پس یہ بلائہ کی گھر ایسی ناسی کرشمہ ہے کہ وہ تہدو و تعلیم کو شرک و نافر قرار دیکر ملائکہ، انبیاء و پیغمبر اسلام اور اللہ تعالیٰ کو بھی شرک و نافر تحریر آتے ہیں۔ بخود ہائزین ذالک و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العظیم۔

بلائہ پر اتمام حجت اور ایضاً حق کے لئے قرآن مجید کے بعد فقیر جو احسان قادری ایسی چند احادیث درج کرتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ تہدو حجت (تعلیمی) و نافر اللہ شرک و نافر نہیں بلکہ شریعت محمدی علی سادہا اصول و اسلام میں حرام ہے۔

حضرت افس رضى اللہ تعالیٰ عنہ فرماتا ہے:

اهل بیت من الانصار لہم جمل سینون علیہ واللہ استعجب
علیہم فذکر القصة الی قولہ فلما نظر الجمیل الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن ساجداً بین یدیه فقال لہ اصحابہ

یا رسول ہذا ہم یہیما لاتعقل تسجد لک ونحن نقول نحن
احق ان تسجد لک قال لا یصلح ان یسجد لیس
ولو یصلح ان یسجد بشو لبشو لاموت المؤمن ان یسجد
لزوجھا من عظیم حدہ علیھا ذر عبد النسانی مختصراً (لاذل
النفیة لأمی نعیم، الفصل النافس عشر ۲۸۶/۶، مجمع الزوائد باب
ہی، معین ۲۰، سرقم ۱۰۱، ۱۰۲، ۲۹۶، ۲۹۷، المستند، سرقم ۱۶۶۱،
۱۰۸/۲) (ایام مقدسہ علیہ السلام نے فرمایا اس حدیث کی تہدو ہے جو اس کے ربوی
ظاہر ہو گیا)۔

یعنی انیسار میں ایک گھر کا آپ کا اہنت چھڑا کسی کو پاس نہ آنے
دیئے، بتائیں اور کجور چلائی ہوئیں، انہوں نے بارگاہ رسالت میں اہنت
کی شکایت کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا چلو۔ بارگاہ
میں تشریف لے کر آیا ہوئے۔ اہنت ہاؤ لے کئے کی طرح ہو گیا ہے، مبادا
تمہارے فرمایا میں اس کا اندیشہ نہیں۔ اہنت حضور کو دیکر کر آپ
کی طرف چلا اور قریب آکر حضور کیلئے تہدو سے میں گرا، حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیے۔ وہ
بکری کی طرح ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بے عقل
چوہا ہے نہ کہ آپ کو تہدو کرتا ہے۔ ہم تو ہی عقل ہیں۔ ہم زیادہ مستحق
ہیں کہ آپ کو تہدو کریں۔ آپ نے فرمایا، آدمی کو لاکھ نہیں کسی آدمی
کو تہدو کرے۔ ورنہ میں موت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو تہدو
کرتے، بیوی پر غارتہ کا حکم حق ہونے کی وجہ سے۔

حضرت افس رضى اللہ تعالیٰ عنہ فرماتا ہے:

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائظاً لانصار و معہ ابوبکر

وعمر فی رحال من الانتصار ولی الحائط غنم فسیجلن له فقال ابوبکر یارسول اللہ کما نحن احق بالسیعود لک من هذه الغنم فقال انه لا ینبغی فی امتی ان یسجد احدا لاحد ولو کسان ینبغی ان یسجد احدا لاحد لاموت الموات ان تسجد لزو حها۔ (دلائل النبوة لابی نعیم، مرقم ۲۶۶/۲، باب الثامن عشر بالغائط المتعلقة)

”عنور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک بائ میں تشریف فرما ہونے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار رحمہم الرضوان ہر گاہ ہجے، بائ میں بکریاں تھیں، انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تہجد لیا، ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہم مقدار ہیں اس کے کہ تہجد کو تہجد کریں۔ فرمایا، چٹک میری امت میں نہیں چاہئے کہ کوئی کسی کو تہجد کرے اور اگر ایسا مناسب نہا تو میں گورت کو تہجد کرے کہ تہجد کا حکم فرماتا۔“

حضرت ابراہیم خاری جز ش علیہ الرحمۃ نے شرح شفا نام کا نسخہ عیاض میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، علامہ بخاری علیہ الرحمۃ نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

النسی یومنا فحنا یوعلو حتی سجد له فقال لیسجد لک من هذه الغنم فقال لو کنت امو احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لاموت الموات ان تسجد لزو حها۔ (مسند احمد، حاکم، جامع کبیر، طبرانی، بیہقی، ابونعیم دلائل النبوة اور امام بیہقی شرح السنہ میں روایت مرسلہ ہیں) (دلائل النبوة لابی نعیم، مرقم ۲۶۸/۲، باب الثامن عشر)

”ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تھے کہ ایک اونٹ پوتا ہوا آیا قریب آکر تہجد لیا مسلمانوں نے کہا۔ ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں کسی کو تہجد خدا کے تہجد کا حکم فرماتا تو گورت کو تہجد فرماتا کہ اپنے تہجد کو تہجد کرے۔ پھر آپ نے فرمایا، جانتے ہو؟ یہ اونٹ کیا کہتا ہے! یہ کہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی جب پوڑھا ہوا انہوں نے میرا پارا تم کر دیا اور کام زیادہ کر دیا، اب کہ ان کے بائ شادی ہے چھری لی کہ حال کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے مالگوں کو فرمایا تمہیں کیا کہ اونٹ یہ شفا بیت کرتا ہے انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے فرمایا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو، انہوں نے فرمایا چھوڑ دیا۔“

تھیں ہمارک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کرنا چاہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ۔

”مخلوق کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوا کسی کو تہجد کریں۔“

نبی تو چاہتا ہے کہ غیر خدا کو تہجد حرام ہونے کی کم از کم چالیس احادیث ہیں۔ یہاں نظر کریں مگر خطوات کے خوف سے انہیں آگیا کرتا ہوں۔ اب غور کا مقام ہے کہ چانوروں کو تہجد کرتے دیکھ کر آمان بدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تہجد کرنا چاہا، تو یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ ان نفوس قدسیہ نے حضور

ﷺ کے لئے عہدہ عبادت کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست تعلیم فیض پانے والے صحابہ کرام کو حیدرِ شریک کی حقیقت ان مہمہ الامام مابین سے یقیناً زیادہ کچھ طور پر سمجھتے تھے تو کسی صحابی سے عبادتِ نبوی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر منظور ہے؟ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ نہ فرمایا کہ تم عبادتِ غیر اللہ کی درخواست کرو کہ کافر ہو گئے، تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں، تو پرہ۔ وہ بارہ اسلام لاؤ۔ پھر عورتیں رشتہ مند ہوں تو ان سے تجھے نکاح کرو، اس لئے کہ کوئی مسلمان عہدہ عبادتِ جائز جان کر مسلمان نہیں رہتا، غیر شریعت کی خواہش کا اظہار بھی کفر ہے تو لاخلاف ماننا پڑے گا کہ صفا پر کرام نے عہدہ تعظیمنی کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہ دیکر اس کی حرمت واضح فرمادی۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے لئے عہدہ عبادتِ شریک، کفر اور شریعت محمدؐ میں عہدہ تعظیمنی حرام اور نہاد کفر الکلہا ہے، عہدہ تعظیمنی اللہ کے سوا کوئی کسی کے لئے بھی نہیں کیا جائے، کوئی بھی کفر ہے، اس پر عظیم شریک، کفر لکھا، مابین کی حتم قرآنی ہے کہ مرتب حرام کفر نہیں ہوتا۔

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

اس سے مابین کی مراد یہ ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت جو حضور غوثِ اعظم علیہ السلام اور دیگر اولیاء اللہ یا اپنے مزین و اقارب، امام نوٹ شدہ مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کے لئے جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرتے یا طعام پکا کر خیرات کرتے ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس لئے شریک، کافر ہیں۔

یہ بھی مابین کا مسلمانوں پر بہتانِ عظیم ہے، لوگ جب معمول اس بات کے مادی مجرم ہیں کہ مسلمانوں پر بے بنیاد اعتراضات تراش کر شریک، کفر کے نوسہ لگاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کرتا، خواہ وہ کاربند ادوی

خدمتِ عالیہ میں بدیہ ایصالِ ثواب کے لئے قسم کیا رہیں شریف کا انتہام کرے یا دیگر اولیاء، شہداء، ائمہ و اقربا کو ایصالِ ثواب کے لئے قاتحہ کیا نہ بدوہت کرے۔ مسلمان جب کوئی جانور ذبح کرتا ہے تو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی کام پر ذبح کرتا ہے، کوئی مسلمان بسمِ غوثِ الاعظم یا بسمِ امام حسین یا بسمِ امین اللہ یا نہی چیتھی کہہ کر یا کسی مزین و رشتہ دار کا نام ہے کہ برگزین ذبح نہیں کرتا، بلکہ جو مسلمانوں پر اہم تراشی، بہتان طرازی کا بیان نہ قاتحہ کیا ہے کہ جو مسلمان تیار رہیں شریف یا دیگر اولیاء، شہداء کو ایصالِ ثواب کا انتہام کرتے ہیں وہ روزِ مزد کے عام عامورہ کے تحت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بکرا تیار رہوں گے لئے ہے، امام حسین کی نیاز کا ہے، فلاں ولی اللہ کے لئے ہے، یا فلاں کی قاتحہ کے لئے ہے، اور مابین حجت پکا راتھتے ہیں کہ دیکھو نبی، لوگ اللہ کے لئے تو کہتے نہیں غیر اللہ کے لئے کہہ کر شریک بنتے ہیں، یہ ادا ان کا نہیں سمجھتے کہ ایصالِ ثواب، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کیا جاسکتا، بھلا اللہ تعالیٰ کو ثواب پہنچانے کی کیا شے ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے والا ہے۔

ایصالِ ثواب نہی ہی مخلوق کے لئے ہے، اس کے علاوہ ان کو روزِ مغزوں سے پوچھنا چاہئے کہ تم اپنی لوگ اُسور و زمرہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہو مثلاً جب کوئی مہمان اپنے بیٹے کے عقیقہ کے لئے بکرا لائے یا کسی مہمان کے لئے مرغ یا کوئی اور جانور ذبح کرے یا کسی دوست کے لئے طعام تیار کرے تو وہ بھی جی کہتا ہے کہ بکرا بیٹے کے لئے ہے یا مرغ یا جانور مہمان کے لئے ذبح کرتا ہوں۔ یہ کھانا فلاں دوست کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ تو بتایا جائے کہ یہ مہمانی شریک، کافر تھمتے ہیں یا نہیں؟

نیز اس سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ قصاب جو روزانہ بکرے، مینڈھے، گائے، اور بیل وغیرہ جانور ذبح کرتے ہیں اور ہم کو گوشت لے کر پکارتے کھاتے تو تو تاکہ حال کھاتے ہو یا حرام؟ گو قصاب اللہ کے لئے نہیں بلکہ گوشت بیچنے کیلئے ذبح کرتے ہیں۔

جانتا چاہئے کہ دراصل یہ روزِ مزد کے عامورہ ہیں، نجدی، مہمانی اپنی کھیتی باشت

مقصود کی بنا پر ان محاورات کی آزمائش خواہ مخواہ مسلمانوں کو شرم و کافرتعمیر آتے ہیں اور چونکہ تعلیمات قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہیں اس لئے آپ بابرک و ما اہل بہ لغیر اللہ کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں، حسب فرمان سرکار وہ عالم سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا:

يقرون القرآن لا يحاوز حواجرهم الحديث (بخاری)

”لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے

نہیں اترے گا، یعنی حرف قرآن ان کی زبانوں تک نہیں اتریں

گئے۔ قرآن مجید کا پکڑی اثر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا۔“

آپ بابرک و ما اہل بہ لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہہ کر اللہ کے ہائے غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے، جیسے کہ شرکین عرب یا نور ذبح کرتے وقت بسم اہل یا بسم الہی وغیرہ کہتے تھے۔ پس اگر ذبح کرنے سے پہلے یا بعد مرنے کی بجائے بکرا میاں و اقبی سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے، یا کیا مرنے کی شریف کیلئے، یا فلاں ولی اللہ کے لئے، لڑکے کے حقیقت کے لئے، لڑکی کی شادی کے لئے یا مہمان کے لئے ہے، لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے، تو قرآن و حدیث کی راہ سے وہ ذبیحہ حرام بنے گا اور نہ ذبح کا لڑکھنڈ کہہ سکے گا۔

”حضرت ہند بن عتیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں فرمان نبوی شریف علیہ السلام حضرت علیؑ کے تحت ثار بن مسلم حضرت ام نووی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر یسعی روایتہ فلیسبح باسم اللہ ای قانلاً باسم اللہ، هذا

هو الصحيح فی معناه (بخاری، مسلم، سنن ۱۰۰۲)

”منصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس روایت کے معنی میں ہے کہ

آپ نے فرمایا: اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے بسم اللہ کہتے ہوئے

ذبح کیا جائے اور یہی معنی صحیح ہے“

اور اگر مہاجر کے ان گھڑت معنی صحیح سمجھ لئے جائیں تو غور و خفا، تمام مسلمان، غلام

امایہ، مفسرین، محدثین، تابعین، تابعین اور صحابہ کرام جیسے ارشوان تک مشرک و کافر تھے۔ جسے جتنی کہ دعا کہ پڑھیں، مہاجر سرکار وہ عالم سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نہری مہاجر کے مرد و عورت، بانی کی زد پر پڑتی ہے۔

خواہ اسے بچنے کی خاطر نہ صرف چند احادیث و حدیث کتب کرتا ہوں۔

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

فانطلقت الی الاعتر ابدا اسمن فاذا یخبرنا لومول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم (بخاری، سنن ۱۰۸۴، کتاب الاخصیہ)

”حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پس میں بکریوں کے

بازے کی طرف گیا تا کہ میں ان میں سے کوئی موٹی مائی (بکری) (فرمادے)

بکری منتخب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں۔“

عن جابر قال سأل رسول اللہ ﷺ وانا معہ فلدخل علی

امروۃ من الانصار فلدحت لہ شاة فاکل وانشأ بقناع من دحب

فاکل منه الحديث (ترمذی، سنن ۱۰۸۴، کتاب الاخصیہ)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام روانہ ہوئے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہمارے سے ایک خاتون کے ہاں تھو لیٹ فرما ہوئے، پس

اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لئے بکری ذبح کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوشت کھایا اور اس

خاتون نے ہر گام و رسالت گلاب میں تازہ پکی ہوئی کھجوروں کا طہیق

بڑا کر لیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے کچھ کھجوریں بھی

کھال فرمائی۔“

عن سعد بن عبادہ انه قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فاتی

الصليقة الفضل قال الماء فحقو يروا وقال هلله لآم سغيد اسنن
اسی داؤد، کتاب الزکاة، ساب فی فضل سالی الماء، مرقم: ۱۶۸۰،
ص: ۲۴۸، سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصلوة عن العیت،
مرقم: ۳۶۵۴، ۲۵۰۶، سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب فضل صدقة
الماء، مرقم: ۳۱۸۴

”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ! سہری والہ روئے ہوئی ہے، پس (ایسا ہی
ثواب لینے) صدقہ میں کوئی چیز افضل ہے؟“ حضور ﷺ نے فرمایا!
پانی۔ پس حضرت سعد نے کوئی کھودا اور فرمایا ہے کہ اس (م) سہری کے
لئے ہے۔

عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یفضحی بکبشین وانا اضحی بکبشین۔ اصحیح البخاری، کتاب
الاصنی، باب صلیبة النبی ﷺ، ۸۷۲/۶

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قرپانی میں) اور مینڈھے ڈھونڈ کر فرمایا کرتے
تھے اور میں بھی (قرپانی میں) اور مینڈھے ڈھونڈ کر کرتا ہوں۔“

اس کی تشبیہ میں حاشیہ پر مرقوم ہے:

قال بعض العلماء کان احدهما عن نفسه المعظمة عند الله
تعالى والاخر عن ابيه ممن لم يضح ويضح بينهما لامة ان يضحوا
كبشين احدهما لنفسه والاخر لوسول الله صلي الله عليه
وسلم (حاشیہ: صبیح سناری ص: ۲۳ ع: ۲)

”بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک

مینڈھا اپنی طرف سے قربان کیا کرتے تھے اور دوسرا مینڈھا اپنے
ان ہتھوں کی طرف سے جو قربانی نہیں دے سکتے (یعنی امت کے
ان قربان کی طرف سے اور امت کو پانے کے امتیاز ایک مینڈھا اپنے
لئے دیکھ کر یہ اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔“

۲۔ ان ہدایت کے ستارے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے موتی بازی بکری کو ذبح کیا، تا توں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی، حضور علیہ اسلو ذیہ السلام نے ان
دونوں مذکورہ بکریوں کا گوشت کامل فرمایا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی
رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنی والدہ کو ایسا ہی ثواب کے لئے کہ اس
کھیرہ دادی اور اس کا نام پیرا تم سہری رکھا۔ یعنی سہری ماں کا کنواں اور اس کنواں کا پانی صحابہ
کرام تبسم الرضوان پیتے رہے، تا یقین، حق تا یقین، ہمسرین، علماء اولیاء اور عام
مسلمان اس کنواں کا پانی پیتے رہے۔ آج تک دو کنواں موجود ہے، اور خوش نصیب مسلمان
اس کا مبارک پانی پی رہے ہیں۔ صحابہ اور علماء امت کا معمول ہے کہ قربانی کا ایک جانور
اپنے لئے ذبح کرتے ہیں اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذبح کرتے
ہیں تو کیا قبول، بلکہ سب مشرک و کافر ہوتے؟ غور فرمائیے! نجات الہیہ۔

تا بہت ہوا کہ کسی چیز پر فیہ اللہ کا نام لے کر یہ کہہ دینے سے کہ یہ چیز خدا کے لئے
ہے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور مشرک و کافر بن جاتا ہے، ان احادیث سے واضح ہوا کہ
یہ کہہ کر ایسے تمام قذافی مردود اور باطل ہیں، یہ غواہین، آہ مبارک! ماحصل یہ ہے
اللہ کا غلام و غلام بننے ہیں۔ تحریر قرآن کے مجرم ہیں۔

وما اهل به لعنوا الله كما صحیح مطلب

یہ ہے وہ جانور حرام ہے جو فیہ خدا کا نام ہے کہ ذبح کیا گیا ہو جس جانور پر وقت ذبح
فیہ خدا کا نام کیا جائے خود ابراہیم خدا کے نام کے ساتھ حلف سے لاکر وہ حرام ہے اور نام

خدا کے ساتھ تھے کا نام بغیر عطف آیا تو مکروہ ہے، اگر ذبح خطہ اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد تھے اللہ کا نام آیا تو یہ کبہا کہ حقیقت کا بکرا، لیکن کا وہ جس کی طرف سے وہ ذبح ہے اسی کا نام یا یا جن اہلیاء کے لئے ایصال ہے اب منظور ہے ان کا نام یا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدیہ، خزائن القرآن)

جس حال جانور کو مسلمان یا قبل کتاب اللہ کے نام لے کر ذبح کرتے وہ حلال ہے اور جس حال جانور کو مشرک یا مرتد ذبح کرتے وہ حرام ہے، مرد ہے، ہی طرح اگر دیدہ دانستہ بوقت ذبح بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے، مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے کسی نبی، رسول یا ولی کا نام لے کر ذبح کرے تو حرام ہے۔ خیال رہے کہ اس حدت و حرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا تو مردار ہو گیا، اگر مشرک نے بت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو حلال ہے اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے زندگی میں جانور زہت کے نام کا تھا مگر ذبح خدا کے نام پر ہوا حلال ہے اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا مگر ذبح کے وقت تھے اللہ کا نام یا یا مردار۔

تفسیر: بڑھاپہ میں ہے:

ای رُفِعَ الضَّوْثُ لَعَنُوا اللَّهُ بِهِ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ الْإِلَهِاتِ وَالْعَزَى

عند ذبحہ (تفسیر میصاویہ: سورۃ (۵۰) المائدۃ: الآیۃ ۲، ۱۱۴/۱)

”یعنی اس جانور پر تھے اللہ کا نام یا یا تو بھیتے کفار ذبح کے وقت کہتے تھے باسم الہات و العزى“۔

تفسیر: جاہلین میں ہے:

ہان ضح علی اسم غیرہ تعالیٰ (تفسیر جلالین: سورۃ (۲) البقرۃ: الآیۃ ۲۰)

اسی طرح کہ تھے خدا کے نام ذبح کیا جاوے۔

تفسیر: غازیں میں ہے:

ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ وذلک ان العرب فی الجاہلیۃ کانوا یدکون اسما، احنا ہم عند الذبح فحرم اللہ ذلک بظنہ الآیۃ وبقولہ و لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (تفسیر جازن: سورۃ (۵۰) المائدۃ: الآیۃ ۲، ۱۱۴/۲)

”یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر تھے اللہ کا نام یا یا تو امر یہ اس لئے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے پس خدا تعالیٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت و لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے حرام فرمایا۔

تفسیر: بڑھاپہ میں ہے:

وکانوا یقولون عند الذبح باسم الہات والعزى تعالیٰ ذلک۔

”اہل عرب ذبح کے وقت کہتے تھے باسم الہات و العزى اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا۔“

تفسیر: است احمدیہ میں ہے:

معناه ما ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل الہات و عزى اسماء الالہیاء۔

”آیت کے معنی یہ ہیں کہ اہل کونہ خدا کے نام پر ذبح کیا کیا تو، جیسے کہ الہات و عزى اور انبیاء کے نام پر ذبح کیا جائے۔“

اختصار سلف صالحین کی تمام کتابیں میں یہی معنی بیان کئے گئے ہیں اور انہی معنوں پر تمام مفسرین جدیدین اور علامت مشفق ہیں۔

تفسیر: رات احمدیہ

میں حضرت ملا احمد رنجین علیہ الرحمۃ جملہ مذہب و علم کے استار ہیں، جن کی وہابی مولوی بھی ان کو مانتے ہیں فرماتے ہیں:

ومن ههنا غلب ان البقر والمندورة لافلها، كما هو التسم
فی زماننا حالاً طَبَّ لانه لم یذکر اسم عثر الله علیها وقت
الطبیح وان كانوا یفلدونها (تفسیرات احمدیه فی تفسیر ما اعل به
لغیر الله، سورة البقرة، الآیة ۴۴، ۴۵)

”اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی ہایا، اللہ کے لئے بڑا مافی جی
جیسا کہ ہمارے زمانے میں رہا ہے، یہ حال غیب ہے کیونکہ اس
پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ اس گائے کی بڑ
ماتے ہیں۔“

فارمین! فقیر اگر محمد شین علماء امت کے بڑے ارشادات نقل کرنے بیٹھ جائے تو یہ
رمال ضخیم کتاب بن جائے گی، مگر چونکہ مقصود صرف اظہار حق ہے اور متصف عزت و غیر
متعصب مسلمان کے لئے اسی قدر کافی و شافی ہے لہذا اظہار میں سے بچنے کی خاطر اسی پر اکتفا
کی جاتی ہے۔

چڑھاوے کھانا

اس سے مابین کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کفار توں کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے
اور ان کا قاذب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے کام کے چڑھاتے ہیں، اسی طرح مسلمان
انبیاء و اولیاء کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے، اور ان کا کھانا حاصل کرنے کی نیت سے ان
کے بڑاوت پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، لہذا یہ مسلمان شرک و کافر ہیں۔

• مابین کا یہ طرز فکر عقلی ہی ان کے غارتی ہونے کی بین دلیل ہے کہ انبیاء و عظیم
الاسلام، اولیاء اللہ، قد سنا اللہ باسرا رحمہم کو توں کا مقام دینے اور مسلمانوں کو زمرہ کفار میں شمار
کرتے ہیں۔

فارمین! گذشتہ صفحات میں بھاری شریف کی دورہ ایت پڑھا آئے ہیں جس میں مذکور
ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غازیوں کو اس لئے بدتر میں خلانگن جانتے تھے کہ یہ

لوگ کفار کے حق میں بڑا زل شدہ آیا ہے قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ پس غیری
• مابین کے بنیاد و اثرات تراش کر آیات قرآن میں تحریف کرتے ہوئے مسلمانوں پر کفر و بغض
کے توئے لگا کر کویا اعلان کرتے ہیں کہ ہم غارتی ہیں جس ان کے بدتر میں خلانگن ہونے
میں نیا کتب باقی رہ جاتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے، کسی کو معبود نہیں جانتا مخلوق میں سے
کسی کو اولویت میں شر یک نہیں مانتا اور کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت و تکریم کی نیت سے
چڑھاوے نہیں چڑھاتا۔ بلکہ مسلمانان الطہات و جماعت خالصہ لوہ اللہ صدق و غیرات
کرتے ہیں اور اس کا ثواب سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام و پیغمبر الرضوان،
اول بیت، اطہار شہداء و کلاء پیغمبر الرضوان، اولیاء اللہ، قد سنا اللہ باسرا رحمہم کی خدمت میں
بدتر کر کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ کے توسل سے اپنے وفات پا جانے والے اعمال
و القارب اور تمام مسلمانان امت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔

فرزدان تو حیدر مل مقامات و تہناتے مایات کے لئے اللہ تعالیٰ سے استعا کرتے ہیں
کہ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں یا غلام ولی کے صدقے میں میری یہ
مشکل حل فرما دے۔ میری غلام حاجت پوری کر دے تو میں تجھے اظہر ادا کرتے ہوئے
صدقہ خیرات کروں گا اور اس کا ثواب سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں بڑا کروں گا۔ غلام ولی اللہ کے مزار پر پیغمبر، ماساکین اور حاضرین کو دکھانا کھانا دینا
گایا مٹھائی تقسیم کروں گا۔ اتنا روپیہ یا اتنا کچرا تقسیم کروں گا، قاتلوں کا قرآن خوانی
کراؤں گا۔

مسلمان، سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ
یا رسول اللہ میں آپ کا میلہ پکڑا دوں، آپ بارگاہ الہی میں میری شفاعت فرمائیں، میری
یہ مشکل حل فرمادیں۔ یا میری غلام حاجت رہائی فرمائیں۔ یا صاحب مزارہ ولی اللہ سے
استعا کی جاتی ہے کہ اسے تعالیٰ کے مقبول، مگر بے دہندہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری یہ

مشکل حل کر دیں یا میری غلامی حاجت رہائی فرمادیں تو میں آپ کے حضور ایصالِ ثواب کیلئے چاہتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں کے وسیلے سے عملِ صالحات و نیکانے حاجات کے لئے دعا مانگا اور ایصالِ ثواب کے لئے صدقِ خیرات کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر زمانہ حال تک مسلمانے امت اور تمام مسلمان اس پر متفق اور عامل ہیں۔

توسلِ ائمہ اور روحِ ابرار سے مقدمہ سے حصولِ فیض و برکات کے موضوع پر فقیر کی تصنیف تو یہ ایمان، حیدر، دل و دم کا مطالعہ کریں کہ اس کتاب میں ان تمام امور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے سلفِ صالحین کے ارشاداتِ جمل سے دعا کا قابلِ تردید دلائل پیش کئے گئے ہیں، نیز مکررین و مابین کے اعتدالات کے دلائل ممکن جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود و مابین کے پیشواؤں کے اقوال و افعال سے ثابت لیا گیا ہے کہ نجدی و مابین کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ان کا مذہب ایک ایسا گورکھ و جند ہے جس کا کوئی نہ نہر ہے اور نہ پیر۔ اس مختصر رسالہ میں زیادہ تفصیل کی کچھ کوشش نہیں اس لئے مسئلہ

توسل و بند ریزانہ کے متعلق مختصر آچند دلائل

پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر مان:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَاجْهَلُوا فِي

سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (ب ۱۶ سورۃ الناصحۃ ع ۶)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ ڈھنڈو اور اس کی

راہ میں تہجد کرو اس امید پر کہ فلاں تپاؤ۔“

تفسیر مدارک التزمل، مصباحِ ہلالیہ، امر چڑبہ القلوب، مسند شریف عید الحق محدثہ و ہدیٰ قدس سرہ میں حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کاشانی علیہ السلام اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے تین روز بعد ایک اعرابی نے آپ کے رؤفہ

القدس پر حاضر ہو کر خود کورہ خدا علیہ السلام پر گرا دی اور خاک میں لوٹنے لگا اور عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ تم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر لیا دیا ہے تم نے آپ سے سیکھ کر لیا دیا ہے اور جگہ اس کے کہ آپ پر مازل ہوا (قرآن مجید) چاہت ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ وَجَّهًا (النساء ۶۴)

”اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے لئے استغفار فرمایا، انہیں انہوں نے اللہ علیہ السلام کے رؤفہ قدس سے آواز آئی تہذیب ملک، چنگ تیری مغفرت سے مروی گئی۔“

استاذِ کھڑ شین شاہ عبدالعزیز محدثہ و ہدیٰ قدس سرہ، احوالِ قبر و اصحابِ قبور کے بیان میں فرماتے ہیں:

بعضی از خواص اہلِ یاد و فکر آہِ جاہل و تکمیل و ارشادِ نبی نور خود گورو

انہندہ اندوہیں حالتِ ہم تعریف و درودِ دنیا و دود و استغراقِ آنہا چہ بہت

تعال و سعادت مدارک آنہا مانع توبہ یا ہیں بہت مگر وہ و اہلیاں تکمیل

کمالات باطنی از آنہا سے فرمایا و ارپاب حاجات و مطالب حل

مشکلات خود از آنہا سے ملتزم و سے یا بندہ (تفسیر عزیزی، سورۃ

الانشقاق، قصہ آیت ”وَالصِّرَ اِذَا تَنَسَّقَ“)

بعض و خواص اہلِ یاد و فکر اللہ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں خود کو نبی نور

انسان کی تکمیل و ارشاد کا آہِ جاہلہ بتایا ہوتا ہے وہ اس حالت (عالم

برزخ) میں رو کر بھی دنیاوی امور میں تصرف فرماتے ہیں اور احوال

قبر میں اس کا انتہا اقبال کے کمال و سعادت مدارک کے باعث امور

دنیا میں تصرف کو مانع نہیں ہوتا اور ابھی حضرات ان سے کمالات

باطنی حاصل کرتے ہیں اور ارباب حاجات و مطالب ان سے اپنی مشکلات حاصل طلب کرتے ہیں اور اپنا مطلب پالیتے ہیں۔

شیخ المصطفیٰ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

امام شافعی گفت: استقریہ قیوں ناظم تریاق حرب است۔ امام ابانیت و دعا را وجہ الاسلام امام محمد غزالی گفت: ہر ک استعداؤ کرد و شد و چہ دعا و رحیات استعداؤ کردوے مے شود بوے بعد از وفات و کیے از مشائخ عظام گفت: است و چہ مہ چہاں کس را از مشائخ ک تعارف مے کنند و مقبور خود یا نہد قبر مے بنے ایشان و رحیات خود یا پیش ایشان شمع مے کشتن عبدالمقدور جہانیاں و دوس دیگر را از اہل علم و دوقمود صبر چیست ؟ چہ شود و دعا یا فتہ است گفت: (لعلہ اللعابت سرع مشکوٰۃ جلد اول،

جاءت ريلات القوي، ص ٧١ (٧)

امام مجتہد حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے، حضرت امام کاظم علیہ الرحمۃ کی قبر قبولیت و عا کے لئے تریاقِ حجب ہے اور جو تہذیب اسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمائی ہے جس سے اس کی دنیاوی زندگی میں مدد و طلب کی جاتی تھی اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد و طلب کی جاتی ہے اور شافعی نظام میں سے ایک عظیم شے نے فرمایا ہے کہ میں نے اے اے اللہ میں سے چار اے یا کو دو یکساں ہے جو اپنی دنیاوی زندگی میں تعمر و فاق کی طرح کیا اس سے بھی زیادہ اپنی قبروں میں تعمر کرتے ہیں ایک رحمۃ معارف علیہ الرحمۃ اور دوسرے رحمۃ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں اور دوسرے اے اے کا نام ایسا ہے جن کا انہوں نے نام نہیں بتایا اور ان چاروں اے اے پر ہی ہنصر مقبور و نہیں بلکہ جو کو حق اس نے دیکھا اور جس طرح اس نے فرمایا اس

قابیان کروں ہے۔

ماہیہ کے محقق علیہ شاد ولی اللہ صاحب محدث و بلیغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انھیں
العالمین میں اپنے والد ماجد کا ایک و اللہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت ایشیاں
در قصہ دہ اسد بنیہ خدمت اللہ علیہ رتہ بودند بشکام دور دورا محل موند خدمت نیافت
مے کند و بیگویند چہ شے خود دروید و توف کہ در دنیا کما در مرم و قطع شدہ مال بر اراں
غائب آمد آقا در نے یاد ملحق رہا و شیرینی بر سر وقت گذر کرد و یوم کہ آرزو من پیا
ہاں ساعت این لحام چنتہ پیشہ چندکان در گذار خدمت اللہ علیہ رسام وریں وقت آمد ایانے
مزر کردم حضرت ایشیاں شاد ولی اللہ کے والد شاد عبدالرحیم صاحب قصہ دہ خدمت
اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گئے رات کا وقت قاس وقت آپ نے فرمایا خدمت صاحب
ہماری فضیلت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ کما کر جائیں اسی انگار میں ٹھہر گئے یہاں تک
کہ لوگوں کا جھم جھم ہونا اور زیادہ دور انتظار کرنے کی وجہ سے شاد صاحب کے ساتھیوں پر
مال غائب ہوا اس وقت ایک عورت پامل اور شیرینی کا ملحق سر پر اٹھائے آئی اور کہنے لگی
میں نے مزر رانی تھی کہ اگر میرا خدا نہ آجائے تو میں اسی وقت پہلے تیار کر کے خدمت اللہ علیہ
(علیہ الرتہ) کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی اس وقت میرا خدا آگیا تو میں نے
انہی تذکرو پر دایا ہے۔

پھر اختصار قرآن مجید، حدیث شریف، فہرین محدثین کے ارشادات، نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (جن پر بالخصوص افتخارِ قلم ہے) کے حوالے سے ناگاہی و تردد صرف پانچ دلائل پر استوار کرتا ہے۔ مرنے سے پہلے جو ارشاد و دلکش پیش کئے جاسکتے ہیں، تمام انجمنی دلائل سے وہ تمام امور ثابت ہوئے ہیں جو ہماری شک و گمان کے لئے کافی تھے۔ میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالقرآن و حدیث کے منکر اور مصلحت منجم سے ہنگے ہوئے ہیں ان کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے۔

تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنا

ان امری بنا پر فرزند ان توحید لوشک و کافر اور دوزخ اسلام سے خارج قرار دینا بھی خیریت و باہیت کا کرشمہ اور ہلچل کے خارجی ہونے کی محکم دلیل ہے، ورنہ ان امور میں کفر و شرک کا ثابہ تک نہیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے امرا و اقاتاب میں سے کسی کی وفات کے بعد تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن جب توفیق کھانا تیار کر کے یا تہل (نرہ) منڈائی یا پٹنے، شربت، دودھ وغیرہ کھانے پینے کی اشیاء یا کپڑے یا نقد روپے پیش کرے، اسی دن سے قرآن مجید، درود شریف اور طہ طہید پڑھ کر ان کا ربائے خیر کا ثواب مرحوم کو پہنچاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں معلوم نہیں باہیں کو اس میں شرک و کفر کی کوئی بات نظر آتی ہے؟ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے احادیث کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرنا قطعی طور پر ثابت ہے اور بزرگان دین، ملائے کرام و اولیاء مقام اور امت کے تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔

حضرت امام باہال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہو جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچائے تو ثواب سے اس کو نجات ملے ہم لوگ جس قدر رکھانے پینے کے لذت ہیں اس سے زیادہ دوزخ و تاری، عافیت کا رہنا ہے ہم لوگ جس طرح میت کے لئے ثواب پہنچائیں، نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنوا کر یا قرآن شریف پڑھ کر یا درود استغفار پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأُولَئِكَ

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ. (التفسیر: ۱)

”یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہے ہیں کہ اے رب ہمارے پیش دے ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ

گذر گئے۔“ (تفسیر الصدوق)
”لاکل ملاحتہ ہوں، فرمان الہی:

وَلَا تَحْزَنْ حَظُّهُ الْقِسْمَةُ أُولَئِكَ الْفَرُغُوا وَالْهَمُّ وَالْهَمُّ كُنْ فَارَازُ لَوْ هُمُ

مَنْهُ وَقُولُوا لِلَّهِ قَوْلًا مَعْرُوفًا (پہلویہ: ۲۷، سورۃ النساء)

”پھر (ترک) یا نہیں، وقت اگر رشید و اراستہ اور متین (یعنی جن میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو) آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دے (قل تفسیر ترک اور یہنا مستحب ہے) اور ان سے اچھی بات کہو، اس میں نہ رجیل بعد و نہ دعا، اور دعائے خیر سب داخل ہیں۔“

اس آیت میں میت کے ترک سے خیر و وارث رشید و اراستہ اور قیوم اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قولی مع وف کہنے کا حکم دیا، زمانہ صفا میں اس پر عمل تھا، محمد بن یحییٰ بن سمریٰ ہے کہ ان کے والد نے تفسیر ہمیشہ کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکا کر اور رشید و اراستہ قیوم اور مسکینوں کو کھانا دیا اور یہ آیت پڑھی، ان سے اس نے اسی مشغول کی عید یہ مسلمان سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کہا گیا کہ اگر یہ آیت نہ آتی تو قی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرنا، نتیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے، وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشید و اراستہ اور قیوم و مسکینوں پر نقد دینا ہے اور طہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قولی مع وف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے، جو بزرگوں کے اس عمل میں اس کا ماضی نہ تلاش نہ کر سکے یا جو بیک انصاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور محفل خیر کو روئے تھے پھر نہ ہو گئے، اللہ بڑا ہیبت کرے۔ (تفسیر خازن العرفان)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَسْتَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةُ (سورۃ صمد: ۶)

”اور اسے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں

کے نبیوں کی معافی مانگو۔

یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ ﷺ مقبول الشفاعة ہیں اس کے بعد مومنین سے عام خطاب ہے۔

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو دعا غائی کرو، اس لئے کہ جب تم کوئی دعا مانگتے ہو تو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں نیز فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ابو سلمہ کی وفات ہو گئی ہے، حضور نے فرمایا۔ پس کہہ (دعا مانگ)۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِي (ترمذی ص ۱۱۶ ج ۱)

”یا اللہ مجھے اور میرے مومن کو بخش دے۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا

مات الانسان القطع عملة الا من ثلاث صدقة جارية و علم

يُنتفع به و ولد صالح يدعو له (اصحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب

ما یلحق الانسان، ۶۲۸/۱، ترمذی ص ۱۶۷ ج ۱، سنن، معاشی، کتاب

الوصایا، باب فصل الصدقة عن الميت، مرقم: ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳، سنن

ابن ماجہ، کتاب الحکام، باب فی الوفاء، مرقم: ۱۲۷۶، ۲۶۶/۲،

المسند، مرقم: ۸۸۴۴، ۲، ۲۷۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے عمل منقطع ہو جاتا ہے، سو انے ان تین اعمال کے صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت

کرتی رہے۔“

عن عائشة ان رجلا اتى النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امی الفلت رأتی حالت بغتة نفسها ولم توح واطلها لوتکلمت تصدقت اظلیا اجر ان تصدقت عنی قال نعم (اصحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصول ثواب الصدقات، مرقم: ۱۰۰۴، ۶۲۸/۱)

”حضرت ام ابو مین عاتقہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک شخص منور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کا ایک انتقال ہو گیا ہے اور میرے خیال ہے کہ اگر انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو نہ ورنہ صدقہ کرتی۔ آیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ خیرات کروں تو اسے ثواب پہنچے گا؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔“

اس حدیث کی شرت میں حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وفی هذا الحديث جواز الصلقة عن الميت واستحبابها وان

لو ایضا یصله بنفسه ویقع المصدق ایضا وهذا كله اجمع علیه

المسلمون (فتح صحیح مسلم للنووی، باب وصول الصدقة، ۱۶۹/۲)

”اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے کے جائز

اور مستحب ہونے کا ثبوت ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ

صدقہ خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، میت کے لئے نافع ہے اور

صدقہ خیرات کرنے والے کو بھی اس کا نفع (ثواب) ملتا ہے، یہ تمام

امور ایسے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ تک

الیصال ثاب پر شرک و بدعت کے قتل سے واضح ہے اور اے خبر یہ بانی کا ہو نہ تھا۔

عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ توفیت امۃ وهو غائب عنہا فقال یا رسول اللہ ان امی توکیت وانا غائب عنہا ینقضہا شیء ان تصدقت بہ عنہا قال نعم قال فامی الشہدک ان حائطی المنحرف صدقۃ علیہا (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ما اولف، مرقم ۲۷۷۰، ۲۷۶۸، سنن الترمذی، کتاب الزکاة، باب صدقۃ عن الحبۃ، مرقم ۶۶۶، ۵۸۱، سنن التسلیمی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقۃ، مرقم ۳۶۰۴، ۳۶۰۶)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوہ موجودگی میں ان کی والدہ انتقال ہو گیا، اس نے عرض کی یا رسول اللہ میری بیوہ موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو آیا اسے کچھ نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا غم خراب اس پر صدقہ ہے۔“

زید عالمہ رحمٰن شاد شریف الدین بن احمد بن حنبل نے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

”حضور نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سال شریف کے آیا ربوہ دن حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سا طعام پکوا یا تاکہ اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک فاطمہ کی مزار کریں، حدیث منورہ میں اس کا ذکر آیا ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا ہے؟ تو جنہیں معلوم تھا کہجئے، انیسوم عروس و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ آیت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ”عروس“ ہے۔“

عن انس انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انا تصدقت عن مولانا ونخرج عینہم ونخرجہا لہم فیصل یصل ذلک الیہم فقال نعم اللہ یصل ویفرحون بہ کما یفرح احدکم بالظن اذا اھدی الیہ (رواہ ابو یوسف عن عکرمی)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے کچھ کرتے ہیں ہم ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو آیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں یہ ظن ضرور پہنچتا ہے اور وہ الیصال ثاب پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تمہیں (العام وغیرہ) کا یقین بدیہ دیا جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔“

مرآۃ القلائد میں اس حدیث کے تحت مرقوم ہے:

فلان انسان ان یصل ثواب عسکہ لغیرہ عند اھل السنۃ والجماعۃ صلیوۃ کما ان وصوۃ اوحیۃ اوصدۃ او قوافہ للفقراء والاذا کما او غیو ذلک من انواع البی و یصل ذلک الی المیت ینفعہ وقالہ الذیلعی فی باب الحج عن الغیر (مرآۃ القلائد، شرح نور الابصار، کتاب الحج)

”پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان کو پانچ چیزیں کہ اپنے ایک عمل کا ثواب کسی کو بخش دے پھر وہ عمل نماز ہو یا علی روزہ یا علی حج یا صدقہ یا حرامات قرآن یا دوسرے اذکار وغیرہ نیکی کے دوسرے کام، ان کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے اور الیصال ثاب کرنے والے

فرمایا اپنے اموات کے لئے تھکے تھکے، ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ تم کیا تھکے تھکے؟ فرمایا۔
مومنوں کی ارواح جمع کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے
مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح فطین آواز سے پکارتی ہے۔ اے میرے گھر۔ اے
میرے میرے خاندان۔ اے میرے قریب۔ اے میرے باپنی کر کے ہم کو پکھڑو۔ اللہ تم پر
رحم کرے اور تم کو یاد رکھو اور تم جولوہم قید خانہ میں ہیں اور بہت غم میں مبتلا ہیں ہم تم پر
رحم کرے اللہ تم پر رحم کرے اور نہ بند رکھو ہم سے اپنی دعا اور صدق کو اور شیعہ کو شاید اللہ رحم
کرتے ہم پر قبل اس کے کہ تم بھی ہماری مثل نہ ہو پاؤ۔ اسوں نے شرمندگی، اے اللہ کے
بندہ! ہمارا کام سناؤ اور ہم کو نہ جولوہم قید خانہ میں ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضہ میں ہے غل
ہمارے قبضہ میں تھا اور ہم اللہ کی راہ میں کچھ شرف نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ
دیتے تھے، جس کو مال ہم پر ملا تو کیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور
اس کا حساب کتاب ہم پر ہوتا ہے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر ایک روح ہزار
بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے کہ میری باقی کردہ ہم پر درہم سے یا روٹی کے گھرے سے،
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ فرماتے ہوئے) حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام رونے لگے اور ہم بھی رونے لگے، روایت کیا اس حدیث کو شیخ ابن الجوزی نے
اپنی کتاب میں۔ (شرح الصدور)

عن عبد اللہ بن یوسف عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یبیکم عن زیارة القبر و تزودوا: (اصنیع مسلم،
کتاب الجنائز، مرقم ۱۰۷۲، ۲۹۹/۱ سنن الترمذی، کتاب الجنائز،
مرقم ۱۰۵۴، ۲۷۰/۱ سنن ابی داؤد، کتاب الاثریہ، مرقم ۲۶۹۸،
۱۰۷۲/۱ سنن ترمذی، کتاب الاثریہ، مرقم ۲۶۹۸، ۲۶۹۸/۱ مشکوٰۃ
الحصانی، کتاب الجنائز، مرقم ۱۰۷۲، ۲۳۲/۱ السنن
مرقم ۱۰۷۲، ۱۲۲/۱)

”حضرت عبد اللہ بن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے روایت
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں
زیارت قبر سے متعارف کیا جس اب زیارت کیا کرو؟“
اس کی شرط میں شیخ محمد قانوی ماثیہ میں لکھتے ہیں:

والزیارة يوم الجمعة الفضل خصوصاً في اوله وهو المتعارف
في الحرمين الشريفين بنحرجون الى المعلى والبقيع للزيارة
وقد ورد في خبر ابي نعيم وحسب الله عنه من زار قبره والمدينة
او احدهما يوم الجمعة كان كحجة وفي رواية البيهقي غفر
له وكتب له براءة وجاء في الروايات انه يعطى للميت في
يوم الجمعة الادراك اكثر مما يعطى في سائر الايام حتى انه
يعرف كثيراً من الايام الماضية وكثر على القبور ويستحب
ان يتصلق عن الميت بشفقة بالاحلاف بين اهل العلم وفيه
ورد الاحاديث الصحيحة خصوصاً في الماء وقد جاء في
بعض الروايات ان روح الميت تنادي دائره ليلة الجمعة
فيستقر اهل يتصلق لاجله والله اعلم. من المروقات والسمات
(نفاث شريف ص ۲۸۵ ج ۱)

”جمع کے دن قبروں کی زیارت کو پانا افضل ہے، خصوصاً ان کے پہلے
جمعہ میں، یا حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں مشہور
و متعارف ہے کہ لوگ قبرستان المظلی اور قبرستان شیعہ میں قبروں کی
زیارت کے لئے جاتے ہیں اور حدیث ابومیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
اور ہے کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ماں باپ کی قبر کی
زیارت کی اس کو حج کرنے کا ثواب ملتا ہے، یہی کی روایت میں ہے
کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ

دی جاتی ہے اور روایات حدیث میں وارد ہے کہ میت کو دوسرے دنوں کے مقابلے میں بعد کے دن قبر پر آنے والوں کو زیادہ اچھی طرح سے پہنچاتا ہے قبروں پر یا ضرورت پاؤں رکھتے ہوئے گذرنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ صدق و خیرات کر کے میت کو ٹاپ پہنچایا جائے۔ اس امر میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور ایصال ٹاپ کے بارے میں کثرت کے ساتھ کئی احادیث وارد ہیں۔ خصوصاً پانچویں کے متعلق اور بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ جمعرات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے کہ آیا اس کے لئے کوئی صدق و خیرات کر کے ایصال ٹاپ کرتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ مضمون مرحوم شریف مقلد اور صاحب المعانی شرح مقلد سے ماخوذ ہے۔

استاذ ائمہ شیعہ حضرت شاد عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”معدنہ کائنات میں دریں حالت زور سے رسد و مرجان شکر لائق حد ازیں طرف سے باشندہ چٹان نماں ہے جہ کہ بنو زہد و المم و المہلہ اور حدیث شریف و احوال قبر و اروسٹ کہ مردہ دران حالت مانند غریبے ست کہ انتظار مال و دینی ہے مردہ و صدقات و اوصیہ و قاتو دریں وقت بسیار بکار ہوئے ازیں جا ست کہ طوائف جمیع آدم تا یک سال پہلی انھوں تا یک چاند بعد موت دریں نوع اہل کوشش تمام نے نمایند“ تفسیر عزیزی بارہ عم سورة الانشقاق۔ فہست آیت ”واللہ اعلم“

”اس حالت میں زندوں کی مدد و اجوت کو بہت جلد پہنچتی ہے اور مردہ زندوں کی مدد پہنچنے کے منتظر رہتے ہیں اور یوں نمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں اسی لئے حدیث شریف میں احوال قبر میں

وارد ہے کہ مسلمان اس حالت میں (مگر کچھ فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے دو، نیز وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی مانند ہے جو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کوئی اسے ڈوبنے سے بچالے اور صدقات اور دعا میں اور قاتو اس وقت میت کے بہت کام آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی جماعتیں بعد موت ایک سال تک اور پہلی انھوں پانچویں دن تک اس طرح کی امداد میں پوری کوشش کرتے ہیں یعنی تیجے، ساتواں، دواں اور چالیسواں وغیرہ کا اہتمام کر کے ایصال ٹاپ کیا کرتے ہیں اور اس طرح میت کو ٹاپ پہنچاتے ہیں۔“

شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن پر بلاغہ فخر ماز کرتے ہیں (مدینۃ المصلحین ص ۲۶) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”و شیء برنج بنام قاتو ہزار گئے بصد ٹاپ پر روت ایشان ہرگز و بخورد مضائقہ نیست و اگر قاتو بنام ہزار گئے وادہ شود غنیار اہم خوردن جائز است“

کسی ہزار گ کی روح کو ایصال ٹاپ کیلئے قاتو دلائے کی خاطر کچھ پکانیں اور کھائیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کسی ہزار گ کے کام کی قاتو دی جائے تو مالداروں کو بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ”الاشیاء فی سلاسل الایام“ میں لکھتے ہیں: پس ”وہر تہ وروہ خوانندہ برقد رے شیء بی قاتو بنام خوانندگان چشت عموما بخور اندہ حاجت از خدا سوال نمایند“

”پس ہر مردہ و پڑھ کر خیر پرا کریں اور قدرے شیء بی پڑھوا خوانندگان چشت کے کام قاتو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کریں۔“

حضرت شاہ عبدالغفر بن محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مطبعہ ایک ٹھاپاں آن نیاز
ماہین شہر ہر فی فی و فاتحہ دور و دوراً نماز تک مشغول و غور و بسا رغبہ ست۔

(فتاویٰ عزیزہ ص ۷۵)

نیز لکھتے ہیں:

”اگر مالیدہ مشیر برائے فاتحہ ہزار گے بقصد ایصالِ ثواب پر روت

ایشان پختہ بخورائند جائز ست۔ مشائخہ نیست“

”جس تمام کا ثواب حضرت امین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھیں تب تک

ہو جائے اور اس کا گناہا بہت خوب ہے اگر مالیدہ اور درود کسی

بزرگ کی روت کو ایصالِ ثواب کے لئے پکار کر لکھائیں جائز ہے۔ کچھ

مضائق نہیں۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نتیجہ پڑے اہتمام کیساتھ ہوا

شاہ عبدالغفر بن محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”روئے نام نہایت تکرم دم آن قدر ہو کہ یہ ہاں الزام ست

بقائد و یک کلام اللہ پر شمار آدہ زیادہ ہم شدہ باشد بظہر راسخہ نیست

(ملفوظات شاہ عبدالغفر بن محدث دہلوی ص ۸۰)

”تمام ولی اللہ محدث کی وفات کے بعد پیچھے کے دن لوگوں کا تکرم اس

کثرت سے تھا کہ حساب سے باہر ہے، انبیاء قرآن مجید (۱۳۱) مت

کے لئے (خیر) شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے تھے ہوں گے اور لکھ

کا حساب ہی نہیں (کہ کس قدر چڑھا لیا)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے غرض کے متعلق ایک منکر کے اعتراض کا رد

حضرت شاہ عبدالغفر بن محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کا غرض ہر سال آیا کرتے تھے، مولوی عبدالغفر بن محدث دہلوی نے اس کی تم نے غرض کفر بن
ایسے ہوا میں کہرتے ہوا شاہ عبدالغفر بن محدث دہلوی نے اس کے جواب میں فرمایا:

”اے طعن مجھ سے ہر جہل احوال طعن علیہ فرما کہ فیہ از غرض

شرعیہ مقررہ رہا کس غرض نے دائرہ زلزلہ سے بدتر ہو کہ چہ قبور

سائلین (۱۳۱) مت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام شریقی اس حسن

و خوب است چہ اجماع علماء و بعض روز غرض برائے آفت کہ آں روز

ذکر انتقال ایشان از دارالعلیٰ چہ دارالابواب، ۱۳۱ ہر روز کہ ایں عمل

و آتق شود موجب غنا ست و تلف دلازم ست کہ سلف خود را چہ ایں

نوشہ بر آسان نماید چنانچہ در حدیث مذکور ست۔ و لکھ صالح

یہ بخور لکھ“

یہ طعن طعن علیہ کے احوال سے جہل پر مبنی ہے اس لئے کہ کوئی شخص

غرض شرعیہ مقررہ کے علاوہ کسی چیز کو غرض نہیں جانتا، ہاں قبروں کی

زلزلہ اور آلیاء اللہ کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور حاجات

قرآن مجید اور دعائے خیر کرنا اور طعام شریقی تقسیم کرنا امر متحسن اور

اچھا ہے چہ اجماع علماء و بعض کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ ان

کے دارالعلیٰ (دنیا) سے دارالابواب (آخرت) کو انتقال کا دن

یاد دلا رہے ہوں جس روز بھی چل کر کیا جائے موجب غنا ہے اور

پسماندگان کو لازم ہے کہ اپنے اسلاف پر اس طرح سے احسان

کرتے رہیں جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ و لکھ صالح یہ بخور لکھ،

اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب قاضی مدد سے دیوبند نے لکھا ہے کہ چند کے کسی مرید

کا رنگ یکا یک حقیر ہوا، آپ نے سب پوچھا۔ بے ملاحظہ اس نے کہا، اپنی ماں کو

دو فریق میں یکجہتہ ہوں، جس سے جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار روپے چڑھا رکھا، یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر رقم کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے ہی جی جی میں اس نریہ کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی، بھگتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان بھاش بیٹا ہے آپ نے سب پر چھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جس میں دیکھتا ہوں، آپ نے اس پر پیر مالیک۔ اس جوان کے منہ سے کلمہ کی صحت کو سمجھ کر حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی سچائی اس کے منہ سے نکلی۔ (تقدیر الناس ص ۱۴)

طوالت سے بچنے کی خاطر فقیر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید، حدیث شریف اور محدثین اور ماہیوں کے پیشوایوں کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ اصوات کو ایصالِ ثواب کے لئے تھپتھپا سواتوں، دھواں، چالے سواں اور سالانہ عرس کرنا، قبروں کی زیارت کے لئے قہرستان چاہے ازارات اہلیا کی حاضری و دعا، مزارات اہلیا سے تشرک و توسل، دعا، مصحاف کر کے ان سے مدد چاہنا، حدیثِ نبویہ، قاضی و قرآن خوانی کر کے ثواب پہنچانا، اصوات کے لئے قائد و پیشوا اور ایصالِ ثواب کرنے والوں کے لئے بھی مبالغہ اور مہذب غلام ہے، کتابوں کی پیشکش کا ذریعہ اور مذہبِ جنم سے رفائی قابض ہے لیکن مہذب کی کور یا ملی اور ان کی کور یا کو داد دینے کے یہ لوگ قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کے خلاف ان کو زکوٰۃ و شکر، فقر و ارادے ہیں اور ایصالِ ثواب کرنے والے مسلمانوں کو شکر کا فقر غمراہاتے ہیں۔ غلو فانی ہیں: غلو فانی ہیں:

فجری و ماہی جب لمائے اہل سنت کے دلائل حقیقہ سے عاجز ہو جائیں تو عموماً کہہ دیا کرتے ہیں کہ تم یہ سالِ ثواب کے تو قائل ہیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دن مقرر کر کے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور اس کو پانی بھرنے کے ساتھ کرنا باعثِ ناجائز و احرام ہے اس صورت میں یہ کالونی شوٹ فکس و ماہی کا یہ کیا بھی ان کا حکم یہ ہے جس سے ان کی منافعت و ہجارت اور نقصان و نقصان نہیں ہوتا، ولی اللہ صاحبِ محدث دہلوی، شاہ غفرلہ حضرت محدث دہلوی اور شیخ محمد قنوی کے فتاویٰ میں اور تصریحات پڑھ چکے ہیں ان سے

بھی بہت ہوتا ہے کہ وہ بھی من مقرر کر کے طعام پر فائز پڑھنے اور قرآن خوانی کر کے الیصال شہاب کو جائزہ مستحقین اور مستحب قرار دیتے ہیں اور اس پر غافل بھی ہیں نیز ان کے علماء و مفسرین و مشائخ و علمائے امت اس پر متفق ہیں۔ پس سوال یہ ہوتا ہے کہ آیا یہ سب حضرات بدعتی، مشرک و کافر ہیں؟ اور آیا یہ معنی بجز جمل مرکب میں رکن قمار و ہلای تمام مفسرین، محدثین، آئمہ دین اور صحابہ کرام، مجتہدین، ائمہ اربعہ، شیخین و محدثین کے بھی یہ ہو کر قرآن و حدیث کو کھینچنے والے اور توحید پرست پیدا کرنے والے؟ لاجلہ و اذقہ اللہ!

۴۴ زمین اگرچہ ایساں ڈالے کہ خلق کافی، ثانی، واصل پیش نہ جائے جس میں تمام
تغیر اتمام تک کے لئے اعمال حسنہ و برائے، دن و رات کرنا، دیکھنا، سنانا، دیکھنا
کے فائز ہونے کے جواز میں بالاختصار چند واصل پیش کر دیتا ہوں۔ میری جھپٹتا ہے تاکہ ان
دوسرے کے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے۔ وہ بالذات اوتھیں نہ ہوئے۔

اعمال حسہ پر مدد و امت

واضح رہے کہ بعض فرائض و واجبات معید پر وقت ہیں اور بعض غیر موقت اور عبادتِ غلطی میں شرع کی طرف سے کوئی تہذیب نہیں، نقلی عبادت کرنے والا ہونا رہے کہ جب چاہے کہ کسی معمول کی وجہ سے تیس دن، مہینہ یا سال کے لئے اور چاہے تو نہ کرے چاہے کبھی کرے کبھی نہ کرے مگر نقلی عبادت میں حسبِ زمانِ مصلوبی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم التزامِ محبوب و افضل ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله عليه وسلم أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل قال (الرواي) وكانت عائشة إذا عملت العمل لأومته (مسلم ص ٢٦٦ ج ١)

”ام المؤمنین“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں داخل فرمایا وہ محبوب ہے، جس پر اللہ تعالیٰ دعا دے اور اس کی جائے پھر خواہ (تخلی عمل)

تھوڑا سا ہی ہو، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی غلطی کا ذکر کرتیں تو پھر اسے لازم کر دیتیں، یعنی اگر کوئی نیک کام کسی وقت کر دیتیں تو پھر اس کام کو ہمیشہ اسی وقت پابندی کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔

عبداللہ تعالیٰ اسی حدیث سے ماہر کیا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ کئی مسلمان وقت مقرر کر کے لازمی طور پر بیچہ، ساتواں، چالیسواں اور عرس وغیرہ کرتے ہیں، لہذا جائز نہیں، ثابت ہوا کہ ماہر کا غلطی امور پر ہدایت کو ناجائز و حرام کہنا بھانے خود ناجائز و حرام اور انکار حدیث کو مستلزم ہے۔

دن مقرر کرنا

کسی مسجد میں جانے کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن ابن عمر عن کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھی مسجد قضاء کل سنت ماشاءوا واکسار وکان عبداللہ بن عمر یفعلہ (صنیع السناری، باب مسند قبلہ، مرقم ۱۱۹۲، ۲۸۸/۱)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچے کے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجد تہا میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی (مشور کی سنت پر عمل کرنے کی خاطر) اسی طرح کرتے تھے یعنی وہ بھی ہر سنیچے کو پیدل یا سوار ہو کر مسجد تہا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔“

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک کام کے لئے دن مقرر کر لینا سنت ہے۔

زیارتِ قبور کیلئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے

عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ ﷺ کلما کان لیبتھا

عن رسول اللہ ﷺ یصرح من آخر اللیل البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتو عدون غدا من جہلون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقہ (صنیع، مسلم، کتاب السنن، فصل فی التسلم علی اہل القبور)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہر باری کی شب رات کے آخری حصہ میں گھر سے نکلتے قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین الخ“

وعظ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن شقیق بن وائل قال کان عبداللہ یدکو ناکل یوم خمیس (مسلم ص ۲۷۷/۲)

”حضرت شقیق بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ ہمیں ہر جمعہ اس وعظ سنا کر دیتے تھے۔“

دعوتِ طہام کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن سہیل بن سعد ان کسا لفرخ یوم الجمعة کانت لنا عجبوز تاخذ اصول السلق فنجعلہ فی قدر لہا فنجعل فیہ حبات من شعیر اذا صلینا زوناھا ففریبتہ الینا وکنا نفرح یوم الجمعة من اجل ذلک وما کنا نغذی ولا نقیل الا بعد الجمعة واللہ ما فیہ شحم ولا و رک (صنیع السناری، کتاب الاطعمۃ، باب السلق والشعیر، مرقم ۵۴۰۴، ۲۰۲/۲)

”حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہمیں اس وجہ سے جمعہ کے دن کی زیادہ خوشی ہوتی کہ جمعہ کے دن ایک بڑھیا

ہمارے لئے چند رکعتیں بھی لے کر پہنچاں میں ڈال پکاتی، نماز جمعہ پڑھ کر ہم اس کے پاس جاتے ہو پکا ہوا کھانا ہمارے پاس لے آتی اور ہم بڑے مزے کے ساتھ کھاتے ہیں اس سے ہمیں جمعہ کا دن آنے سے بڑی خوشی ہوتی، اس دن ہم صبح کا نماز پڑھتے کرتے نہ وہ پہر کو ٹیلو کرتے بلکہ نماز جمعہ کے بعد (اس پر مبنی سے) ہوتے کھا کر ٹیلو کرتے (تھم پھر) اس طعام میں نہ چہ پی ہوتی اور نہ پھٹاتی، اس کے باوجود بڑا دل پسند اور لذت مند تھا۔“

نفل روزہ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

منصور کا روئے عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہوار اور جمعرات کو روزہ رکھتے، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مہوار اور جمعرات کو روزہ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

فقال فيه ولدت وفيه أنزل علي القرآن أصبح مسلم، كذب الصيام، باب استحب صيام ليلة الأيل من كل شهر، سنن الكبرى للبيهقي، مرقفہ: ۲۸۸۶، سنن النسائي، مرقفہ: ۲۷۷۷، السنن، مرقفہ: ۲۲۵۹، مسند ابو يعلى، مرقفہ: ۱۰۴، مصنف عبد القراق، مرقفہ: ۷۸۶۰

”منصور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! مہوار کے دن میری ولادت ہوئی اور جمعہ کی رات میں مجھ پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔“

اس حدیث سے جو اربعین چوم کے علاوہ بھی واضح ہو گیا کہ فضیلت و شرف اور لے واقعات کے سبب دنوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

امادیت مندرجہ بالا سے بالوضاحت ثابت ہو کہ نفل روزہ کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے، ماہی مولوی یہ واضح بھی کیا کرتے ہیں کہ سنی مسلمان ایصال ثواب

کیلئے دن مقرر کر کے مہسوں، دوہتوں اور رشید واروں کو اہتمام کے ساتھ بلائے ہیں یہ اہتمام مقدس کیسے ثابت نہیں، اس لئے یہ بدعت مانا جائز ہے، توفیق اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ ماہی کو کار خیر میں رکھنے کے لئے کیلئے خود خواہ کے بھانے تراشنے کے علاوہ اور کچھ بھائی نہیں دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ دن مقرر کر کے مسلمانوں کا مل کر جانا قرآن اور ذکر الہی کرنا اور اوصات کو ایصال ثواب کرنا اور اپنے لئے ارمیت کے لئے بخشش کی دعا نکالنا یہ وہ امور ہیں جن کی اصل شرع سے ثابت ہے ان کی کوئی ممانعت نہیں اور نہیں۔ اگر ماہیہ میں کچھ بھی صدقہ اللہ و شرف ہے تو قرآن و حدیث میں سے ممانعت پر کوئی دلیل پیش کریں، میں دعویٰ ہے کہ بتا دیں کہ یہ خوارق کمال، باطنی قیامت تک بھی واضح دلیل پیش نہیں کر سکیں گے۔ پھر جب قرآن و حدیث میں ان امور کوئی ممانعت نہیں تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منع کرے اور شرک و بدعت کے نونے بھی لگا کر پھرنے، اگر آپ ذرا سا غور و تأمل کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ۔

ایصال ثواب کیلئے اجتماع اربعین یوم میں بہت سی مصلحتیں ہیں

”ملا دن مقرر کر کے صدقہ خیرات کرنے سے مراد ماہیہ، مساکین اور امراء اور اہل باب آسانی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں، باطنی میل ملاپ اور محبت سے ایک دوسرے کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، مل جل کر قرآن مجید میں آسانی ہوتی ہے، مجلس میں جس قدر زیادہ تعداد میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اسی قدر نتیجہ تکمیل کی نگاہ سے ہوتی ہے اور درود و شریف زیادہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے، صدقہ خیرات کرنے والے کو طعام یا شیعہ یعنی تقسیم کرنے اور کھلانے میں بیعت ہوتی ہے سب مل کر جانا، قرآن، نتیجہ تکمیل اور درود و شریف کا ثواب میت کو بخشے اور دعا سے مغفرت کرتے ہیں، مجلس میں زیادہ مسلمان جمع ہو جائیں تو اس میں تنگی، پرہیز گار اور ایسے نیک بندے بھی آ جاتے ہیں جو قبول بارگاہ اور مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ نیز حسب فرمان منصور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس ذکر میں ملا لگا

سایمن بھی شامل ہو جاتے ہیں اور جب ایصالِ ثواب مغفرت و بلندی درجات کے لئے دماغی جاتی ہے اور یہ سب آمین کہتے ہیں تو قبولیت دعا کی بھی زیادہ امید ہو جاتی ہے اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس حدیث پر بھی پورا عمل منجانب سے ہو جاتا ہے اور مجلس میں شریک ہونے والے اس شرف سے شرف ہو جاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

قال الله تعالى: وجبت ما خبتني للمسحابين في والمنجحين
في والمنجدين في والمنجدين في مشكوة (كتاب الادب باب
الحب في الله، لعبد قناني)

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واجب ہوئی میری محبت ان لوگوں کے لئے جو میرے ہی لئے آجائیں جس محبت کرتے ہیں، میرے ہی لئے ہائے علی کریمیت ہیں، میرے ہی لئے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اور میرے ہی لئے ایک دوسرے پر شرف کرتے ہیں۔“

پھر ان تمام باتوں کے علاوہ دن مقرر کرنے میں ایک بڑا قائد یہ بھی ہے کہ فکر و اہتمام کے ساتھ وہ نیک کام ہو کر رہتا ہے اور اگر دن مقرر نہ ہو تو غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے آج کل کرتے رہا اوقات و کام ردی جاتا ہے اور مسلمانوں مذکورہ شرف و فضیلت اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں و تاہم واضح رہے کہ دن مقرر کرنے کو فرض یا واجب نہیں سمجھا جاتا اور نہ یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس مقررہ دن کے علاوہ کسی دوسرے دن کرنے سے ثواب نہ ملے گا، بلکہ اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ جس دن اور جس وقت بھی فی سبیل اللہ صدقہ خیرات و قبولیت کی امید ہے، لیکن جب عبادت سے دن مقرر کر کے کسی مخصوص مسجد میں جانا، زیادہ تر قبولیت کے دن مقرر کرنا، یہ محال و عطا کے لئے دعوتِ عام کے لئے، بظاہر وہ کے لئے اور دیگر نقلی عبادت کے لئے دن مقرر کرنا ثابت ہے تو خوارقِ الاعمال و ماہر کو کیا حق ہے کہ وہ دن مقرر کر کے پرامتراض کریں اور شرک و فحش و بدعت کا تو بیگانہ نہیں؟ اب رہی یہ بات کہ ہائی کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کو ناجائز، بدعت و حرام کہتے

ہیں، تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا حرام و ناجائز بدعت کی طرح ہو سکتا ہے، جبکہ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے:

عن ابي هريرة قال لما كان يوم غزوة تبوك اصاب الناس مجاعة لفعل عمو يا رسول الله ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة فقال نعم فلما بنطع فبسط ثم دعا بفضل ازوادهم فجعل الرجل يحيى، يكف ذرة ويحيى الآخر بكف ثم يحيى الآخر بكسرة حتى اجتمع على الطلع شيء، يسير فلما رسول الله ﷺ بالبركة ثم قال خلدوا اني اوعيتكم فاخلدوا اني اوعيتكم حتى ماتوا كوفي المسكوة دعا، الاملاوة قال فاكلوا حتى شعروا وفضلت فضلة

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دن مجاہدین کو بھوک لگی اور کھانے کا کچھ سامان نہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے کچھ کچھ کھانے کی چیزیں منگا کر ان پر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور آپ نے پچھلے سے کا دھڑ خوراک منگایا، اسے بچھا دیا گیا، پھر آپ نے فرمایا کچھ کچھ چیزیں لاؤ۔ کوئی مٹھی بھر جو اڑا لایا اور کوئی مٹھی بھر کھجور اور کسی نے روٹی کا ٹکڑا کر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں، پھر ان کھانے کی چیزوں پر حضور علیہ السلام نے برکت کی دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کھانے سے اپنے اپنے برتن بھر لو، تمام مجاہدین نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور اللہ میں کوئی برتن خالی نہ رہا، سب کھا کر ختم ہو گئے اور پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہا۔“

ہے؟ میں ان کے آگے چلتا ہوا حضرت ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر تشریف لارہے ہیں، اس پر ابو طلحہ نے کہا۔ اے ام سلمہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھانا لے کر چکنا بھی نہیں ہے؟ فقال اللہ ورسولہ وسلم۔ حضرت ام سلمہ نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

یعنی اس فقرہ کو چکنا کھانے کی باتیں کیا فکر ہے، اللہ جانتے اور اللہ کا رسول جانتے حضور جو فقیر لئے آ رہے ہیں وہی ان کو کھائیں گے بھی نہیں گھب انے کی نیاضہ برت ہے کہ حضور ہماری حالت سے ناخبر ہیں۔ حضرت ابو طلحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کو آگے بڑھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں آئے تو فرمایا اے ام سلمہ جو کچھ تمہارے پاس لاؤ، ام سلمہ نے وہی جو کی روٹی کے کچے پنڈر گھرے پیش خدمت کئے۔ حضور نے فرمایا۔ ان کی چوری بناؤ، ام سلمہ نے اس میں گھی کا نیا ٹمچڑا اور ملیدہ بنایا، تو حضور نے اس طعام پر جو اللہ نے پالنا چاہا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ تم دفاعی پالہ کہہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طعام میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم فرمایا۔ وہی آدمیوں سے کہو کہ وہ آکر کھائیں۔ وہ کھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا دوسرے وہی آدمیوں سے کہو آکر کھائیں اسی طرح وہی آدمی آتے گئے اور کھاتے گئے۔ یہاں تک کہ تمام حکم یہ ہو گئے کہ کھانا کھانے والے سب یہی آدمی تھے۔ (مصباح المناری، کتاب المصائب، باب علامات النبوة، مرقم: ۲۰۷۸، ۲۰۷۹/۲۲)

اس حدیث سے دوسرے نبی عظیم الشان حضور کے علاوہ یہ بھی ۱۰ صحیح ہوا کہ کھانا سناٹے رک کر اس پر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا سنت ہے۔

عن عمرو بن الخطاب رضي الله عنه قال كان رسول الله

صلي الله عليه وسلم اذا وقع يديه في الدعاء لم يحطهما

حتى يمسح بهما وجهه (سنن القرطبي، كتاب الدعوات، باب ما جاء

في رفع اليدين، مرقم: ۲۲۸۶، ۲۰۲/۲)

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہاتھ منہ پر پیچھے رہتے پیچھے نہ کھینچتے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مانگتے وقت ہاتھوں کی پتیلیوں کو منہ کی جانب کر کے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو، اُن کے ہاتھ کر کے دعا مانگنا نہ کرو اور جب دعا مانگ چکے ہاتھوں کی پتیلیوں کو اپنے منہ پر پیچھے کیا کرو۔ (ابوداؤد)

کھانا کھانے سے پہلے دعا مانگنے کا حکم۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ من اطعمته الله طعماً فليقل اللهم

بارك لنا فيه وزنا منه الحديث (سنن القرطبي، كتاب الدعوات،

باب ما يقول اذا اكل، مرقم: ۲۲۰۰، ۲۲۴/۲، سنن ابی داؤد، كتاب

الاطعمة، باب ما يقول اذا اكل، مرقم: ۳۷۲، طب الایمان، مرقم: ۶۰۴)

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ طعام کھانے کے لئے اسے پہنچانا چاہئے اسے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور انہیں اس کھانے سے بہرہ کھانا کھلا اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلانے کے لئے اسے پہنچانا چاہئے۔ یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اور زیادہ دودھ دے۔“

کھانا کھا چکے کے بعد دعا

عن ابی امامة قال كان رسول الله ﷺ اذا رفعت المائدة

بين يديه يقول الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير

مؤدع (صنیع النشاری: کتاب الأطعمة، باب ما یقول اداء، مرقم ۸۴۸،

۶/۲۷۴، جامع قرمتیہ: کتاب الأطعمة، باب ما یقول، مرقم ۲۴۵۲،

مسند اسی داؤد، کتاب الأطعمة، باب یقول الرجل اداطعم، ۱۲۰/۱،

مسند ابن ماجہ، کتاب الأطعمة، باب ما یقول ادا فرغ من الطعمہ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (طعام سے فارغ

ہونے پر جب آپ کے سامنے سے دستروان اٹھایا جاتا تو آپ

فرماتے الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیب مؤدع۔

احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے کی چیز میں کو سامنے رکھ کر پڑھنا، دعا مانگنا، دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھانا اور دعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پر بیچنا سنت ہے، کھانا کھانے سے پہلے بھی دعا مانگنے کا حکم ہے اور کھانے سے فارغ ہو کر دعا مانگنا بھی حضور علیہ السلام و السلام سے ثابت ہے۔ آپ کی اتباع میں ہر وہ نیکان شیخ رسالت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک ہر نیکان دین اور مسلمان امت اس پر ہر باتو اثر عامل ہیں۔

لیکن خواتین اصل نبویہ، بانی اس قدر جری و بے باک ہیں کہ وہ ان امور پر بدعت، شرک اور کفر کے ٹوکے لگاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نحوۃ اللہ من نجات الوبائیہ"

گیا رہو میں دینا

اصل اسلام کو تیار کرنے والے نبی کی بنا پر شرک، کفر، تمیز، ایمان اور دوزخ اسلام سے فارغ قرار دینا، ایمان کا انتہائی ظلم اور ان کے خاری ہونے کا ناقص عمل ترویج ثبوت ہے، کیا رسول کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان اہل سنت و جماعت فی سبیل اللہ طعام، شہینہ وغیرہ چارہ کر کے قرآن مجید و دودش لطف پڑھا کر کھانا کھاتے اور قرآن سے قرآن اور دوزخ پڑھنے اور کھانے کھانے کا ثواب حضور پر بھی اللہ ہی ﷻ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے حضور بدعت مکرر کرتے ہیں۔ غلام ہے کہ عمل کسی طور پر شرک، کفر میں داخل نہیں، کدشت اوراق میں ان تمام امور کا عمل ثبوت قرآن و حدیث اور نیکان دین کے ارشادات و عمل سے

وانت لیا جانتا ہے۔

نیکان دین یہ ہے کہ اپنے بحث باطن کے سبب، ایمان کو تیار کرنے کے کام سے چاہے، یہ لوگ اپنی روایت کی انھیں یا مسلمانوں کو بیکار کرنے کی خاطر کہا کرتے ہیں کہ ہم ایسا لڑا آپ کے تو کامل ہیں لیکن کیا رسول کو اس سے حرام اور شرک کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں نہیں ملتا، ماوان۔ بانی قرآن اور حدیث شریف میں لکھا گیا رسول، کھانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور صورت مرقم ۱۲۰/۱ کتاب الأطعمة، باب کا ثبوت مانگتے ہیں۔

پلوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ "کیا رسول" ثابت اور وہ زبان کا لفظ اور مجلس ایک عربی نام ہے جو حضور غوثی اعظم کی نیاز کے لئے مشہور و معروف ہے، حضرت امام یاقین علیہ الرحمۃ "قرآن العیظان و غلامۃ العاکفہ" میں اس میں فرماتے ہیں۔

"تو کر یا زہم حضرت غوثی العظیمین بود ارشاد شد کہ اصل یا زہم میں بود کہ حضرت غوثی صمدانی تبارش یا زہم رقی الاقر فاقہ چاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود، آں نیاز آں نہیں مقبول و طیب و افتادہ در ہاد تبارش یا زہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودہ و دیگر اتباع حضرت غوثی پاک پھکید و یا زہم تیکر مدد و آخر رفتہ رفتہ یا زہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد، احوال حرم قاتمہ صمدت شان در یا زہم سے کتہہ و تبارش ہمسال حضرت محبوب سبحانی عہد ہم رقی الاقر فیہ"

حضرت غوثی العظیمین کی تیار دین کا ذکر تھا، ارشاد ہوا کہ تیار دین کی اصل یہی تھی کہ حضرت غوثی صمدانی نے اہل اللہ کا ذکر کیا اور تبارش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتمہ چاہم کی تھی۔ یہ نیاز اس طرح مقبول و طیب و دینی کہ حضرت نے ہر مادی تیار دین تبارش کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتمہ کے لئے مقرر فرمایا، حضرت غوثی پاک کے تہمین بھی آپ کی بی بی میں تیار دین لیا کرتے تھے رفتہ رفتہ حضرت

محبوب سہانی کی کیا ربوی مشہور ہوئی، موجودہ وقت میں لوگ حضور
نوٹ اعظم کی قاتلہ کی ربوی تاریخ کو کرتے ہیں اور حضرت محبوب
سہانی کے سال کی تاریخ ستر و رطب ۱۱۱۱ ہجری قمریہ۔

امید ہے کہ میرے محبوب روشن دماغ قارئین، کیا ربوی کی وجہ شیعہ اور اس کی
حقیقت بخوبی سمجھ گئے ہوں گے، پس بابینہ کا یہ فرق کیا ربوی، قرآن و حدیث میں تلاش
کرنا ان کی سرسراہٹ اور پیوندی نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر وہ بابینہ سے پوچھا جائے کہ تم اپنی جماعتوں کے نام، جماعت الجہدیت، خربانے
الجہدیت، جماعت اسلامی، دوجہندی، ندوی، جمعیۃ العلماء و بندگان، جماعت احرار اور جمعیۃ
ملائے اسلام وغیرہ اور مدرسوں کے نام، دارالعلوم دوجہندی، خانہ المدارس، مدرسہ اشرفیہ،
قاسم العلوم، جامعہ الجہدیت وغیرہ وغیرہ اور اپنے اخبارات و رسائل کے نام۔

صحیفہ الجہدیت، ترجمان اکثر، آن، تنظیم الجہدیت، الاعتصام، الجلاء، البیہ، چاند
راؤ وغیرہ اور اپنے پلسوں اور کانفرنسوں کے نام۔ الجہدیت کانفرنس، سیرت کانفرنس،
اتحاد جماعت اسلامی وغیرہ قرآن و حدیث میں دکھانے کے لیے تمہارے پاس اور مذکورہ
کا بصورت مرید و پیروں کے لیے قرآن و حدیث سے کونسا ثبوت موجود ہے؟ اگر سے تو پیش
کرو اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں سے تو پھر تمہیں ۱۱۱۱ "کیا ربوی" پر اس قدر شرمندہ بنانا
کا کیا حق؟ آخر اس نام پر اپنی اچھل کود کیوں ہے؟

جب کہ کیا ربوی مشہور نوٹ اعظم علیہ الرحمۃ کی قاتلہ بنایا کا ایک عربی نام ہے کہ
صدق وغیرہ اس سے قرآن مجید، شیخ تہذیب اور درود شریف پڑھنے کا ثواب آجناپ کی
نہ رنایا جاتا ہے اور قرآن و حدیث کی رو سے یہ تہذیب اللہ کہنا کہانا، پانی پانا، شہرت
یا درود پانا اور صدقہ وغیرہ اسے کہنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، نہ قرآن کی تلاوت، شیخ
تہذیب اور درود پانا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، یہ عبادتیں اللہ اللہ کی جائیں یا ابھی
کر لی جائیں، یہ صورت مرید جب فلاں وغیرہ ویرکت اور پادشاہ احمد و ثواب ہیں۔

قہر ہے کہ ان کو جہنم و بابینہ کو ان عبادت اللہ میں شرک و غیر پا بدعت کی کوئی چیز
دکھائی دیتی ہے اگر یہ اس بات پر شکا ہیں کہ ان کو تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور کیا ربوی
کے الفاظ قرآن و حدیث میں نہیں ملتے تو انہیں اپنی عقل و فہم اور دیانت و شرافت کا نام کرنا
چاہئے بلکہ یہ اردو زبان کے محاورے اور عربی نام انہیں قرآن و حدیث میں کیوں نہیں ملتے
ہیں، جب کہ کلام اللہ عربی زبان میں نازل ہوا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان عربی
ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے کہ ان عربی ناموں کے تحت اعمال کی اصلیت و نوعیت کیا ہے، آیا یہ
اعمال کی نصد اچھے ہیں یا بدے اور اعلیٰ مراتب قرآن و حدیث کے مطابق ووافاق ہیں یا متضاد
و مخالف۔ مگر انہوں نے تمام بابینیوں کو جو وہ فہم و عقائد میں پاویہندی، موجودہ دینوں یا مذہبی
یا چکرالو، اصلیت و حقیقت پر نظر کے بغیر اندھا و مند تہذیبی میں مشغول ہیں۔

دوجہندی کے نام نہاد قلب صاحب مولوی احمد علی لاہوری، رسالہ اعلیٰ حضرت میں
پہلوں اسلام بنجاب کے لئے وری ارکان، ایک نقشہ بنا کر میاں دالین علی علیہ السلام، تیجہ،
چالیسواں اور کیا ربوی کو بدعت سیوہ میں شمار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ اصلی
حقیقت عن ۹-۱۰)

دوجہندی بابینہ کے مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی فتویٰ صادر کرتے ہیں:

قاتلہ کہانے یا شیرینی پر چڑھنا بدعت مضالہ ہے ہرگز نہ کرنا چاہئے

(فتاویٰ رشیدیہ کمال عن ۱۰۴)

تیجہ، دوسواں وغیرہ سب بدعت مضالہ ہیں، کہیں ان کی اصل نہیں

(فتاویٰ رشیدیہ کمال عن ۱۰۴)

انتقاد مجلس مولویہ حال ماہانہ ہے، مذاہبی امر مندوب کے ۱۰۷ طے منع

ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کمال عن ۱۱۲)

قارئین کرام فوراً انہیں کہ اگر بابینہ کے یہ فتاویٰ صحیح سمجھ لئے جائیں تو تمام
مفسرین و محدثین انبیاء اللہ اور ملائے امت خاک بدین بابینہ چرخی اور شرک ٹھہرتے

ہیں، اگرچہ کثرت صحفیات میں، پیچہ ساتواں پالیسواں اور گیارہویں شریف کے جواز میں منسلک دلائل قش خدمت کرچکا ہوں تاہم اقامت جنت کے لئے دیوبندی و باطنی کے جو ہم شدہ حاجی احمد اللہ صاحب ہمارے کئی کامل فیصلہ نقل کر دیا تاہم اسب سمجھتا ہوں تاکہ غیر متعصب دیوبندی بھی اپنے طرز عمل پر غور کر سکیں اور کارائیں کے لئے مزید اطمینان کا موجب ہو، حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

نفس ایصال اراحت اوقات میں کسی کوکام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص باقیں کووقوف علیہ ثواب کا کچھ یا واجب نہیں اعتقاد کرتے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث عقیدہ بدعت کذاً فیہ ہے تو کچھ ہر جہت نہیں، جیسا کہ مصلحت نماز میں سورہ خاص صحن کرنے کو فقہائے متقدمین نے جائز رکھا ہے، اور تہجد میں ذکر مشائخ کا معمول ہے اور عامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ صلا کھانا پینا کر سکیں کوکام دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی، متاثرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر وہ وقت قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مقصود ہے، اسی طرے اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے گا یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہت ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ فلاں کا مشارالہ اگر رو بہ موجود ہو تو زیادہ اختصار قلب ہو کھانا روڑ دلانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ متعینین اعدائین ہے۔

چونکہ بود کہ بر آید چو یک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جائے لیکن کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یہ سن سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا ہو سکیں کو پڑ جائے گا اس کے ساتھ پانی پینا بھی مقصود ہے، پانی پانا ہوا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا، پس یہ بدعت کذاً فیہ حاصل ہوگئی۔

(فیصلہ مفت مسئلہ ص ۸۱، باب مروجہ فتنہ)

حضرت حاجی صاحب موصوف نے قاتلہ مہر کی جو حقیقت بیان فرمائی تھی صحیح ہے اسی پر علمائے کرام، اولیائے عظام اور مسلمانان اہلسنت وجماعت عامل ہیں دن مقرر کرنے کے جواز میں حاجی صاحب فرماتے ہیں، رہا باقی تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہوا اس وقت مولود آتا ہے اور نہ ہو پور ہوتا ہے اور نہیں تو سا اہل سال گذر جاتا ہے، یہی خیال بھی نہیں ہوتا اس قسم کی مسئلہیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے، مجلس بطور مونیہ تھوڑا سا بیان کیا گیا، ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے، اور قطع نظر: مصالح مذکورہ ان میں بعض امر ایسی ہیں، پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ ضائع نہیں ہے۔ رہا فلاں، فلاں اس کی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ کیا ان کا فلاں، اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔

لَا اَعْمَالُ لَنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (فیصلہ مفت مسئلہ ص ۷)

نیر مقلدین اور دیوبندی و باطنی بعض ضد مقصد اور کج فہمی کی وجہ سے قاتلہ مہر کو بدعت، حرام اور کفار کی مشابہت بنا کر منع کیا کرتے ہیں، چنانچہ دیوبندی مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتے دیتا ہے:

قاتلہ مہر بھی بدعت ہے، مہر مشابہ پھر فعل بنود ہے اور کچھ نیر قوم

کے ساتھ منع ہے۔ (فتاویٰ دوسدہ کمال ص ۱۰۷)

نیز لکھتا ہے:

”تیسرے دن کا شیعہ میت کے واسطے ۱۰۱۱ مشابہت بنود کی کہ ان کے یہاں پیچہ مری رسم جاری ہے حرام ہوگا، بسبب مشابہت کے اٹھے۔

(فتاویٰ ریشیہ کادل ص ۱۶۷)

اس شرافت کی تردید فرماتے ہوئے حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

رہا یہ سبب کہ اس میں بیٹ اہل طویل ہے، مختصراً اتنا سمجھ لیا کافی

ہے، ہمچہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حجت سے نہ اور جب دوسری قوموں پر تکمیل کر عام ہو جائے تو وہ سمجھ جاتا رہتا ہے۔ ورنہ آٹھ اور تعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں، مسلمانوں میں اس کثرت سے تکمیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں ہے اور مذہب میں ہو سکتے۔ تعدد تعلق اہل قبا اس میں کافی حجت ہے، البتہ جو ریاضات عام نہیں ہوتی، وہ جو بوجھ ہے اور ممنوع نہیں ہے بہت مرہبہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت نے غوث پاک قدس سرہ کی، دسویں، شہسوار، چہلم، شش ماہی، سا لیا نہ وغیرہ اور توشہ عبدالحق و بلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سنہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مطلوبے شب براءت اور دیگر طرق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ حدیث مسئلہ ص ۷)

وہابیہ کے تمام ائمہ انصاف جانی صاحب موصوف کے ارشادات کی روشنی میں مردود و باطل نہ گئے نیز جانی امداد اللہ صاحب مہاجرینی علیہ الرحمۃ مسئلہ عرس و ماہ کے تحت فرماتے ہیں:

”پس حق یہ ہے کہ زیارت، متاعیر، اخراج اذان، عادات و انہوں طرح جائز اور ایصالِ ثواب قرائت و ایام بھی جائز اور تین تاریخ، صلوات بھی سب مل کر بھی جائز۔“

نیز فرماتے ہیں:

”مشرک فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ بے سال اپنے پیغمبر کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ

گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی مولود پڑھا جاتا ہے، پھر ہاتھ رکھنا کھانا کھایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا“ (فیصلہ حدیث مسئلہ ص ۸۲)

ص ۸۲ باب عروس و سماع

دیوبندی وہابیہ کے سچے و مرشد حضرت جانی امداد اللہ صاحب مہاجرینی علیہ الرحمۃ کے ارشادات اسے واضح ہیں کہ ان کی مزید وضاحت تحصیل حاصل ہے، سلیم الطبع، طالب حق کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

مولود کرنا

سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کی یاد منانے کی خاطر عشاقِ رسول، اہلسنت و جماعت محفل میلاد منعقد کرتے اور لذت و انبساط کا اظہار کرتے ہیں، حسب توفیق طعام پکا کر کریم با و مساکین کو کھلایا جاتا ہے، شیرینی تحسیم کی جاتی ہے، ختم پڑھا جاتا ہے، قرآن خوانی ہوتی ہے، ذکر میلاد کے لئے انجلی تیار کیا جاتا ہے، علمائے کرام قرآن، حدیث کی روشنی میں ذکر ولادت و فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہیں، تنظیم کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے اور عالمانے خیر کے بعد مجلس برخواست ہوتی ہے ان امور پر وہابیہ کا سخت کاپٹا ہے، انصاف و تحمل میلاد کو ناجائز و حرام بتانا اور محافل میلاد منعقد کرنے والے مسلمانوں کو شرک کا فقر اردینا، وہابیہ کی شکست و گمراہی کی بین دلیل ہے، محفل میلاد کے خلاف غیر مقلدین، وہابیہ کا فتویٰ کارمین دیکھ چکے ہیں جو مولانا میں بحوالہ رسالہ بے نمائش ۶۲ مندرج ہے، وہابیہ دیوبندی غیر مقلدین کی طرح محفل میلاد کو ناجائز و حرام قرار دیتے اور غیر مقلدین، وہابیہ سے بڑھ چڑھ کر دریغ و فتنہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ انعقاد مجلس میلاد و بدوں قیام برہمات صحیح درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتا ہے:

”انعقاد مجلس مولود بر حال ناجائز ہے، بدائع امر مندرجہ کے واسطے

”مفع ہے۔“ (مناوی، ربطیہ کادل، ص ۱۲۰)

دو بندی کا سرخیل مولوی ظیل احمد اڈھوی لکھتا ہے:

یہ ہے کہ روئے پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تھو ایف لائے اس کی تقسیم کو قیام ہے، تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت بوقت ۷۰ لاکھ شریفہ کے دھکا چاہئے۔ اب ہر روز کوئی ۷۰ لاکھ مکر رہتی ہے؟ پس ہر روز عبادت ۷۰ لاکھ کا عمل بنود کے کام تک پہنچا کی ۷۰ لاکھ کا ہر سال کرتے ہیں، بالکل روافض کے کتنے شہادت اہل بیت ہر سال مٹاتے ہیں، محاذ اللہ ساج آپ کی ۷۰ لاکھ کا ختم، اور خود یہ حرکت قیام کا قابل قوم، حرام، منق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہونے ۷۰ تو تاریخ یمن پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید نہیں، جب چاہیں پھر اوقات فرض بناتے ہیں اور اس کی شرٹ میں کوئی نیلہ نہیں کہ کوئی امر فرضی ختم اگر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے بلکہ یہ شرٹ میں حرام ہے اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا، اور جو جب ننگ پر کفار یا نفاق کا ختم ا۔ یا یہ ہے کہ متدین کے زعم قاسد میں روئے پر فتنے اس مجلس پر ہزار ۷۰ عاصی اور غیر مشر، عات اور شیخ فساق و غیار و منہ پر عات مشر و میں تھو ایف لاتی ہے۔ محاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک ہے، ہر آن میں ہے:

وَعَلَيْهِ تَقَرَّبُ الْعُيُوبُ لَا يَفْلَحُهَا إِلَّا هُوَ الْآلَاءُ

وَلَوْ كُنْتُ غَلِيْبًا لَاصْطَفَيْتُكَ مِنْ الْفُجُوْر وَمَا عَسَيْتُ

الشُّوْءَ الْآلَاءُ.

پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہو گیا اور جو عالم غیب نہیں کہتے مگر دوسری دلیل ۷۰ جنت تھو ایف آدمی کی ہے تو خوب سمجھ لیں کہ باپ عطا کا میں نص قطعاً واجب ہے احاد ۷۰ نکلیات پر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چہ بائیکہ شفاف و موصو عات سے۔ تو باپ تھو ایف آدمی میں کوئی روایات قطعاً ہے جس پر یہ عقیدہ محض اجاب ہوا، کید شیطان ہے ایسی صورت میں یہ قیام بایں زعم بنا دیکر ہو جائے گا۔ الحاصل یہ قیام صورت آدمی میں

بدعت و مکر اور دوسری صورت میں حرام و منق اور تیسری صورت میں غیر مشر کہ چوتھی صورت میں اجاب ہوا، دیکر دہوتا ہے۔ جس کسی وجہ سے مشر ۷۰ ہا بنائیں، پھر اس کو واجب کہنا صریح مخالفت شاری کی کر کے کافر و قاسد دہوتا ہے۔ (السر اہیں لفظا و عا ص ۱۵۸ مطبوعہ کتب خانہ امادہ بدیعہ)

دو بندی ۷۰ بائیں کے کوئی اس سے ان کی بے لکی، گستاخی، بددیانتی، کج فہمی، تعصب اور بدعتی دیکر اہل انفس ہے، ہر فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محفل میلاد میں تقسیم و ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جملے بحث جیسے ہیں، مشاقق رسول خدا علیہ آتیہ ۷۰ لکھا، مسلمانان فلسطین ۷۰ جماعت کے بارگاہ رسالت میں جماعت قیام صلوٰۃ ۷۰ اسلام عرض کرنے پر بائیں کے قلب و جگر کباب ہیں۔ واول ولاقوہ ۷۰

فقیر جواز محفل میلاد اور قیام صلوٰۃ والسلام میں دلائل پیش کرنے سے پہلے دو بندیوں کے بچ و مرشد مانی امداد اللہ صاحب مہاراجہ کا فیصلہ نقل کر دیتا ہے، مزے کی بات دیکھنے کہ دو بندیوں کے مذکورہ فتویٰ میں مندرجہ شرائط و ایہ کی مکمل تردید انجی کے بچ و مرشد کے ارشادات سے ہوتا ہے۔

مانی صاحب موصوف فرماتے ہیں:

”اس میں تو کسی کو کام نہیں کہ نفس ذکر ۷۰ لاکھ شریف ۷۰ حضرت فجر آدم، سرور عالم، موجب خیرات و برکات وندی و آفریدی ہے، صرف کلام بعض اعیانات و تفسیحات و تہلیلات میں ہے، جن میں بڑا امر قیام ہے، نفس ملان ان ۷۰ و موصو کرتے ہیں۔ بقول علیہ السلام علی بدت ضالانہ ۷۰ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں۔ لافل تفسیر اللہ کر۔ اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔

کسمایطیہ من اللہ ھل فی قولہ علیہ السلام من احداث فی

امونا ھذا مایس منہ ففوزہ (تصحیح البیاضی، کتاب الفصیح، باب

اذا اصطحو علی، سر قلم، ۲۰۰۰/۱۰۹، صبیح مسلم، کتاب

الأفضیة، باب بعض الاحکام العاطفة، مرقم ۱۷۱۸، ۲/۱۷۴۲، سنن
ابن ماجہ، المصنف، باب تعظیم حدیثہ، مرقم ۱۱۴، ۲/۱۷۴۲، سنن ابی
داؤد، کتاب الصفة، باب فی لزوم الصفة، مرقم ۴۰۶۰، ۲/۲۰۰۰،
المصنف، مرقم ۲۲۷/۴، ۲۰۰۱

پس ان خصوصیات کو اگر کوئی شخص عبادت محمود میں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مہربان جانتا ہے
مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور عبادت مہربان کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔
ملا قیام کو ان انتہا عبادت نہیں اعتقاد کرنا محرم تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت
جانتا ہے، اگر کسی مصلحت سے اس کی یہ عزت ضمن کر لی اور تعظیم ذکر کو بدعت وقت متعین
سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر و تلاوت کا وقت مقرر کر لیا، ملا ذکر و تلاوت
کو بدعت متعین سمجھتا ہے، مگر کسی مصلحت سے تلاوت دوام یا کسی مصلحت سے ۱۲ رقع الاول
مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے، ہر محل میں ہر مصلحت ہے، اور مسائل
موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں، اگر تعظیم کوئی مصلحت اور بیان عیشین کا اقتدار ہے تو
اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص لزوم نہیں خصوصیات اشغال
مہربانیت و عبادت روم اور اس وقتا و عبادت اسی قبیل سے ہیں۔“
حالی صاحب موصوف اس کے آگے قیام کرنے کی مستحسن بیان کر کے مقررین کی
تردید کے بعد فرماتے ہیں:

”بعض اہل علم نہ جابلوں کی بعض زیادتیوں کی وجہ سے موضوع روایات پر مبنی
کا بغیر و غیرہ جیسا کہ ہم اس جہاں میں واقع ہوتا ہے، عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے
ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض ائمہ موضوع روایات بیان کرتے ہیں، یا
ان کے مقلد میں بوجہ اشتراک طرہوں و صورتوں کے کوئی فرق نہ دیتا ہوتا ہے تو کیا تمام موالید و عبادت
ممنون ہو جائیں گی؟“

یہ کہنے کو غیور مسوز

رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق فرماتے ہیں، اس
اعتقاد کو کفر و شرک کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس
کا بقدر بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شرک کہ آپ کو کئی علم نبوی یا نبی ایک جگہ کیسے ایک وقت میں
تشریف فرما ہوتے ہیں؟ یہ ضعیف ہے، آپ کے علم و معانیات کی وسعت جو لاکھ قلابہ
و کلابہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ بات ہے، ملا وہ اس کے اللہ کی قدرت
توکل کلام نہیں؟ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی تہاب اٹھ
جائیں۔ یہ حال بہ طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم فیہ لازم نہیں
آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم فیہ وہ ہے جو مستغنیات کا ہے اور جو بظاہر ملام
ضد اندر ہے و ذاتی نہیں بالموجب ہے و مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن
کا اعتقاد و شرک نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے؟ پھر آگے چلے کر فرماتے ہیں، شرک فقیر کا ہے کہ
مستغل مولود میں شرک دیتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں خلف
و لذت پاتا ہوں۔“ (فیصلہ بحث، مصلحہ ص ۶۹، باب مولودہ بطریق)

لیجئے! دیوبندی مفتیوں کی بغاوت کی کھل تردید۔ دیوبندیوں کے ہر مہر شدہ کے
فیصلہ سے ہوئی، اب موجود دیوبندیوں کو پانے کے یا تو وہ اپنے ہر مہر شدہ کی بات مان
کر انکے مستغل میلادہ قیام کو بدعت و شرک کہنے سے باز آجائیں یا پھر حاکمانی اعداء اللہ
صاحب مہاجرین کی پر بھی بدعتی، شرک اور کافر ہونے کا فتویٰ لگا کر شائع کر دیں اور اپنی
دلالت و صداقت کا ثبوت دیں۔

پانچاکن کن یا چشمن

جہاں تک مکر، بات و مکررات کا سوال ہے، ملا موضوع روایات، راک معز امیر اور
اشتراک طرہوں و غیرہ ایسے اور نو علمائے مسلمان و جماعت بھی حرام ممنوع جانتے ہیں
مگر، باہمی مولوی ان باتوں کو بہانہ بنا کر جب یہ مستغل میلادہ کو بدعت و شرک اور ممنوع و حرام
کہنے سے باز نہیں آتے تو ان کے ذہن باطن کا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ محض خدہ و مقصد اور

بعض عداوت کا کارہاں ہیں۔ یہ لوگ ذکرہ تقسیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں اور اس کی وجہ ان کا مرض ہے، باہت ہے، ورنہ ساری دنیا کے مسلمان مخالف میلاد منعقد کرتے ہیں اور قیام وسلوۃ و سلام پر عامل ہیں مگر کبرہ اور عداوت منورہ میں بھی عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، علیہ میلاد سے اجتنام سے ملتے ہیں، میلاد کی مغفلیں کھاتے، سلوۃ و سلام پڑھتے کھاتے اور مضامیناں تقسیم کرتے ہیں، حاجی لداؤ اللہ صاحب مہاجر بھی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”مولد شریف قاضی اہل عربین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے لئے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اخراج کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے“۔

(ادعاء العفانی، ص ۶۱)

نیز فرماتے ہیں:

”ہمارے ملا مولد شریف میں بہت تازہ کرتے ہیں، تاہم ملاہ جواز کی طرف بھی جاتے ہیں، جب صورت جواز کی موجود ہے، پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اخبار عربین کافی ہے، البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے، اگر احتمال تشریف آوری کا نیا جائے تو مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق متبدل زمان و مکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرما ذات باہرکات کا پیر نہیں“ (ادعاء العفانی، مرقیۃ معلولہ فی الشرق علی

تہذیبی، ص ۶۰۰)

قرآن وحدیث سے محفل میلاد کا ثبوت

محفل میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ نظم و نشر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

منعقدہ کا بیان ہوتا ہے، وہ وہاں حمل اور مدت ولادت جو عجوات ظہور پذیر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں، زمانہ شیر خوارگی، عہد طفولیت اور حضرت علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی پرورش کے حالات کا تذکرہ ہوتا ہے، حلیمہ مبارک، اخلاق، عادات اور آپ کے انفسان کا ذکر کیا جاتا ہے، یہ سب طریقہ پر تقریریں ہوتی ہیں، آپ کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے، آپ کی ولادت و طفولیت آدمی کی خوشی، مٹانی جاتی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے، جلسہ کا ذکر کیا جاتا ہے، ملائے کرام کے لئے آئینہ بنایا جاتا ہے۔ آپ کے ذکر ولادت کی تقسیم میں قیام کر کے سلوۃ و سلام پڑھا جاتا ہے، کھانا کھایا جاتا ہے، شیر پینے تقسیم کی جاتی ہے، فاتحہ ہوتی ہے، حاضرین مجلس اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان امور کی کہیں ممانعت نہیں، بلکہ اذرعے قرآن وحدیث پر تمام امور کاربہر میں داخل اور مستحب ہیں، اور یہی خداوندی کے نزول کا سبب ہیں، اہل ایمان ومحبت مولود شریف کی تحفیں مستحب جان کر منعقد کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ مسلمانان اہلسنت وجماعت محفل میلاد کو فرض واجب قرار نہیں دیتے اور نہ ہی قیام کے وقت یا اعتقاد ہوتا ہے کہ اس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت ہو رہی ہے یہ محض ماہینہ کے دعا کی آفتاب ہے کہ انہوں نے مسلمانوں پر بے قیاد افرام گھڑ کر ”ساجد کھیا“ کی گستاخانہ پھینکی گئی ہے۔ بخود اللہ تعالیٰ ذاکل۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جگہ پر جگہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کا مختلف جہ ایوں میں ذکر فرماتا اور انشور کے انفسان بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (سورۃ نور: ۱۶)

”یقیناً تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پہنچا کرنا ہے، تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والا ہے، مسلمانوں پر بہت کرم والا ہے، جان ہیں۔“

فَلَمَّا جَاءَ مُحَمَّدٌ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكَانَتْ مُبِينٌ (سورة مائدہ ۴)
 ”یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن آگاہی۔“

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (سورة آل
 عمران ۱۷)

”یقیناً اللہ کا بڑا احسان ہوا، مسلمانوں پر کہ ان میں انجی میں سے
 ایک رسول بھیجا۔“

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَهُدًى الْحَقِّ (سورة الفتح ۴)
 ”اللہ تعالیٰ جو درست راہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے
 دین کے ساتھ بھیجا۔“

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا فَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
 وَتُعْزِزُونَ وَتُقَوِّمُونَ وَتُسَبِّحُونَ بِحَمْدِهِ وَاهْبِطَا (آل الفتح ۱)
 ”یقیناً ہم نے تم کو بھیجا مائتہ ماہر اور خوش دہشتا تا کہ اے لوگو تم
 اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعلیم کو قبول کرو اور سب
 و شام اللہ کی پاکی قبولو۔“

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (مائدہ ۱۴)
 ”یقیناً ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈرنا سے والا۔“
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ نُبَأٌ مُبِينٌ فَاسْمِعُوا لَكُمْ نُبَأَ اللَّهِ
 فَسَبِّحُوا (سورة النساء ۷۴)

”اے لوگو، یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کبلی وکیل
 آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور آگاہی۔“

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورة النبیاء ۷)
 ”اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر۔“

ان آیات مبارکہ اور قرآن مجید کی بہت سی دوسری آیات میں حضرت محمد صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا بیان ہے۔

قرآن مجید سے محفل میلاد منعقد کرنے کا شعوت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

تم پر اللہ تعالیٰ نے بوقت فرمائی ہے اس کا ذکر کرتے رہو۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت
 ہے، محفل میلاد میں اسی سب سے بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے، لہذا محفل میلاد منعقد کرنا اس
 فرمان الہی پر عمل کرنا ہے۔

قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَمَا يَنْعَمُونَ بِرَبِّكَ فَحَدِّثْ

اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چہ چاکرو۔

اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام
 نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان جنایا ہے، پس مسلمانان اہلسنت
 کبھی سے محافل میلاد منعقد کر کے اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا خوب چہ چاکرتے
 ہیں، حکم الہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيَفْضِلِ اللَّهُ وَرَحْمَتَهُ فَيَهْدِيَكُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (آل عمران ۱۱)

”تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چلنے کے خوشی
 کریں۔“

اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ہیں، مسلمانان اہلسنت ارشاد الہی کے مطابق آپ کی ولادت مبارکہ اور تشریف آوری

پرست کا ظہار کرتے شان و شوکت کے ساتھ میلاد کی مجلس منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔

حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضل اور اس کی رحمت ہیں
اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْنَا الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

(النساء: ۸۲/۴)

”اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم و تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔“

اس کے تحت ترجمہ روح البیان میں ہے:

وفي الحقيقة كان النبي صلى الله عليه وسلم فضل الله ورحمته، يمدّ عليه قولة تعالى هو الذي بعث في النبيين رسولاً منهم يقولوا: "التي قوله ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء". وقوله تعالى وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين. فلو لا وجود النبي صلى الله عليه وسلم وبعثة ليقرأ في تيه الضلالة لسانهم كما قال وبركهم وبعدهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين، يعني قبل بعثته وكانوا قد تبعوا الشيطان إلى شفا حضرة من النار وكان عليه السلام ورحمته عليهم فابذلهم منها كما قال الله تعالى وكنتم علي شفا حضرة من النار فانذركم منها (روح البیان، قدمت آیت لولا فضل الله ۲۰۱/۷)

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں اس پر یہ

فرمان الہی دلائل کرتا ہے کہ فرمایا:

هو الذي بعث في الامميين رسولاً منهم إلى قوله ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

بجی فضل ہے اللہ کا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

مترجم فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ دلائل کرتا ہے کہ فرمایا:

وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين.

اور میں بھیجا تم نے آپ کو کر جیسا کے لئے رحمت بنا کر۔

پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اور آپ کی بعثت نہ ہوتی تو لوگ گمراہی کے میدان میں بھٹکتے بھرتے جیسے کہ فرمایا ہمارا محبوب انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ شیطان کی بیج ہی میں جہنم کے کنارے تک پہنچ جاتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تو ایف لے آئے اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچایا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ جہنم کے کنارے پر تھے پس تمہیں اس میں گرنے سے بچایا۔

جب قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی حقیقتاً اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں تو آپ کی ولادت مبارک، آپ کی تشریف آوری کی خوشیاں منانا بھی قرآن سے ثابت ہوا کہ فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا.

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشیاں منانا چاہئے۔“

اے راہدار! دیکھ کہ اذانِ اشریٰ و شربہ ہوا ہے۔ جب کوئی بیچتا ہے یا بت دوتی ہے تو اس کے لوازمات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس حوالہ سے کہ تھے محفل میلاد منعقد کرنا، فرش بچھانا، شہج تیار کرنا، روشنی کرنا، قیام و صلوٰۃ و سلام، طعام کھانا، شیرینی تقسیم کرنا، وغیرہ ہم لوازمات کا بھی اثبات دیتا ہے۔

فالحمد لله على ذلك والصلوة والسلام على حبيبہ سیدنا
محمد وعلى آله واصحابہ اجمعین بوجہ تک یا ارحم
الرحمن

حدیث شریف سے محفل میاں دکا شہوت

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم السلام اپنی مجلسوں میں حضور علیہ
الصلوة والسلام کا ذکر کیسے کرتے رہتے تھے، آپ کے انشاء میں رطب الايمان رہتے،
آپ کی ولادت مقدسہ کے وقت ظہور پڑے ہوئے والے جزوات دکھائے گائے کرتے۔
آپ کے حلیہ پارک کے تکر کرتے ہوئے۔ آپ کے اخلاق اوصاف حمیدہ معلوم کرنے اور
سننے کے لئے ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتے اور فرمائش کرتے کہ ہم کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی نعت سناؤ۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے شاکل میں روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے بغداد میں اپنی ماں سے سوال کیا:

وكان وصافاً عن حلیة رسول الله ﷺ (دلائل النبوة، باب فی

صفة رسول الله ﷺ، ص ۶۶)

حدیث میں اپنی حال رسول اللہ ﷺ کے علیہ کے اوصاف (بہت وصف
پیان کرتے والے) تھے۔

وانا استعجب ان یصف لی سیدنا تعلق بہ

اور میں یہ پتا تھا کہ وہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علیہ
مبارک کا کچھ وصف سنائیں اور میں اس سے دل کاؤں۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابو اسحاق (تابعی) نے ایک
صحابہ ناثون سے فرمائش کی، بیان کر مجھ سے کیسے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟

قالت کنا لیسر لیلۃ القمۃ لم اذقیلہ ولا بعدہ منلہ صلی اللہ

علیہ وسلم

اس صحابہ ناثون نے فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پورے دو دنوں
یا تین دنوں رات کے کمال پائے کی طرح تھے، میں نے آپ سے پہلے اور
آپ کے بعد آپ کی مثل کوئی نہ دیکھا۔

واری اور دوسرے محدثین روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مساقہ رقیق (صحابہ) رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف
سناؤ، وہ بڑی فوریت سے انھیں انھیں ملایا، میں حضور کو بھیجی تو کہتی کہ سورت اُٹھ آیا ہے؟

عن عطاء بن ہشیر قال لقیۃ عبد اللہ بن عمرو وابن العاص

قلت اخبرنی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

الثورۃ، قال اجل والله انه لموصوف فی الثورۃ ببعض صفۃ

فی الثورۃ ان یسألہا الیہی انا ازلینک شادھداً وعبشواً ونبیواً

حوز المالین الت عبدی ورسولی الحمیت (اصحیح البخاری)

کتاب البیوع، باب لکراہیۃ، رقم ۲۱۶۰، ۶۲، مشکوٰۃ، باب

مساقل سید المرسلین، مشکوٰۃ، الفصل الاول، رقم ۵۷۰۶، ۶۲، ۲۰۰

”حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی

اور عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت تورات میں مذکور ہے

اس کی شبہ دیجئے، فرمایا ہاں (میں بیان کرتا ہوں) اللہ کی قسم، قرآن

میں آپ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض

اوصاف تورات میں بھی مذکور ہیں جن میں سے بعض اوصاف یہ ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے گرامی بنائیں مگر نہ تیرم نہ تیرا شاد ہوا مال امت

تم نے آپ کو امت کے انہوں پر حاشہ، ماعز بنا کر بھیجا ہے اور

انعامت کیلئے آپ کی خوشخبری نے ویسے ۱۱۰ اور ۱۲۰ فرمائوں کو مذہب سے ڈرانے ۱۱۰ بنا کر بھیجا ہے اور تم نے آپ کو انہیں کے لئے بناد بنا کر بھیجا ہے، تو اسے محمد بندہ ناس تھا کہ درحقیقت در بندگی ناس نکلس ہا تو شر یک نیست۔ اب محمد تو یہ بندہ ناس ہے کہ درحقیقت بندگی ناس میں کوئی بھی میر اثر یک نہیں ہے تو یہ رسول ہے“ (اللمعات ص ۴۷۱ ج ۴)

عن قتادة عن انس كان النبي صلى الله عليه وسلم ضخم الكفين والقدمين لم اربعة شبيها له. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب البعده، ص ۸۷۶ ج ۲)

”حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور ہر مبارک ہمار کی یعنی گوشت سے مجرب تھے، میں نے آپ کے بعد آپ کے ہتھ پائی کو نہ دیکھا۔“

عن انس كان النبي ﷺ ضخم الكف والناس والقدمين لم اربعة ولابعده مضلة وكان بسط الكفين (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب البعده، ص ۸۷۶ ج ۲، مشكوة كتاب احوال قیامت، و مدہ التلق، باب لسان النبي، ص ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک ہمار کی اور دونوں قدم شریف ہمار تھے اور آپ ہتھیلیاں کشادہ تھیں، میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔“

عن ابی ہریرہ کان النبی ﷺ ضخم القدمین حسن الوجه

اور بعدہ مثلاً (صحيح البخاري، ص ۸۷۶ ج ۲، كتاب اللباس، باب البعده)
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں ہمار کی اور آپ کا پیچہ اور ہاتھ حسین تھا میں نے آپ کے بعد آپ کے مثل کسی کو نہ دیکھا۔“

ترمذی شریف میں حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستقل باب قائم فرما کر احادیث نقل فرمائی ہیں، عنوان ہے
باب ما جاء في ميلاد النبي صلى الله عليه وسلم.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے:

عن العباس رضي الله عنه انا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فكنا نسمع شيئا فقام النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم الحديث (مشكوة باب فضائل سيد المرسلين)

”حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں کافروں کا طعن سنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں؟ حاضرین نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ بقیہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساری مخلوق سے بہت مخلوق میں مجھ کو پیدا فرمایا۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلاذ شریف کا بیان فرمایا:

عن العباس عن رسول الله ﷺ انه قال اني عند الله

مکتوب خاتمہ البیین وان آدم لمنجدل فی عطیته وما یمحوکم
بأول امری دعویۃ ابرہیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امعی النبی
حین وضع عیسیٰ ولقد خرج نھا نور اضاء لھا منه قصور الشام
رواہ فی شوح المسند ورواہ احمد عن ابی امامۃ (المستند،
مرقم: ۲۶۲۶۱، ۲۶۲۶۰، ۲۶۲۵۹، ۲۶۲۵۸، ۲۶۲۵۷، ۲۶۲۵۶، ۲۶۲۵۵،
التاریخ الکبیر، مرقم: ۵۸۰۷، ۲۶۲۵۴، المعجم الکبیر، مرقم: ۷۷۲۹،
حلیۃ الاولیاء، ۹۰۰/۱، منبع الزوائد، ۶۲۲/۸)

”حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے رہا بیت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، میں عند اللہ اس وقت ثابت
ہوں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہرگز آپ وکل میں
تھے اور میں نہیں اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں، میں حضرت ابراہیم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیعت اور اپنی
والدہ ماجدہ کی رضیت ہوں، وہ رزق جو اس نے میری ولادت کے
وقت دیکھی، تحقیق ثابت ہوا اس کے لئے نور کہ اس نور کی روشنائی
میں اس کے لئے خلف شام کے شمات روشن ہو گئے۔“

صحابہ کرام کے جلسہ میں حضور نے اپنے فضائل بیان فرمائے:

عن ابن عباس جلسنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فخرج حتی اذا اننی منہم سمعہم یبدا کورون قال
بعضہم ان اللہ اتخذ ابرہیم خلیلاً وقال آخر موسیٰ کلمۃ
تکلیفنا وقال آخر لعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہ وال آخر آدم
اصطفاه اللہ فخرج علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم ان ابرہیم خلیل اللہ

وهو کذا لک وموسیٰ نجی اللہ وهو کذا لک وعیسیٰ
روحہ وکلمۃ اللہ وهو کذا لک وادم اصطفاه اللہ وهو کذا لک
الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ
تحتہ آدم ودونہ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم
القیامۃ ولا فخر وانا اول من یحزک حلق الجنة فیفتح اللہ
فیدخلہا علیہا ومعی فقراء المؤمنین ولا فخر وانا اکرم الاولین
والاخرین علی اللہ ولا فخر (جامع فریدیہ کتب المطالب، باب ما
جاء فی فضل النبی ﷺ، مرقم: ۲۶۱۱۰، ۲۶۱۰۹، ۲۶۱۰۸، ۲۶۱۰۷، ۲۶۱۰۶،
مرقم: ۲۶۱۰۵، التفسیر الکبیر، تحت آیۃ متاع العقب، ۱۶۷/۶،
تفسیر ابن کثیر، ۵۶۰/۱، الدر المنثور، ۷۰۵/۲)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، اصحاب
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگ مجلس میں بیٹھے۔
پھر حضور نور کو بے لائے تھیں کہ ان لوگوں سے تہنیت ہو گئے تو انہیں
کچھ تذکرہ کرتے سنا (مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے) ان میں سے بعض
نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا، دوسرے صاحب
بو لے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے محام فرمایا، ایک اور صاحب بو لے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح میں ایک دوسرے نے
کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا۔ تب ان کے پاس رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری
محفل کو اور تمہارا تعجب کرنا۔ یقیناً ابراہیم اللہ کے قلیل ہیں اور وہ
ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ سے راز کی بات کرنے والے ہیں اور عیسیٰ
وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور اس کا ظہر ہیں اور آدمی وہ

ایسے ہی ہیں امراءِ مومنین ایا۔ واقعہ یہ ہے کہ انہیں ایسے ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں، فقر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن محمد کا جہنم میں ہی اٹھائے ہوئے ہوں گا جس کے پیچھے آدم اور ان کے ساتوں گئے اور یہ فقر یہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرتا ہوں اور پہلا مقبول شفاعت قیامت کے دن میں ہوں۔ فقر یہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلانے کا تہہ لٹکھولے گا پھر اس میں بھی داخل کرے گا، میرے ساتھ فقر، مسلمان ہوں گے۔ فقر یہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ محبت ہوں۔ فقر یہ نہیں کہتا۔“

فکر والاوت:

عن عثمان ابن ابي العاص قال حدثني امي انها شهدت ولادته آمنة ام رسول الله ﷺ ليلة ولدت قالت فيها شي انظر اليه في البيت الا نور وانى لا تظن الي المعجوم تدحوسني انى لا تقول ليضغن علي (المعجم الكبير، رقم ۲۲۵، ۲۲۶، دلائل النبوة للبيهقي، رقم ۱۱۱، دلائل النبوة لآل سبعم، رقم ۷۲، ص ۱۲۵، البداية والنهاية، ۶/۲۶۴، مجمع الزوائد، ۸/۲۲۰)

”حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میری والدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ ہوئی میں حضور کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ فرماتی ہیں کہ گھر میں جس چیز کو دیکھتی توری نور دکھائی دیتا اور میں نے ستاروں کی جانب دیکھا تو وہ میرے قریب ہوتے اور جھلکے محسوس ہوتے تھے کہ میں کہتی کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔“

واضح رہے کہ یہ روشن ستارے اگاہ کر رہے ہیں کہ جو حجرہ القدس کوڑ میں سے آسمان تک اٹھے ہوئے تھے۔

ان آمنة ثلاث لساناً فصل منى خرج معه نوراً اضاء به ما بين المشرق والمغرب و ريت قصور الشام والبصرة فيه (طبقات الحکیمی، ۱/۲۶۴، المعجم الكبير، رقم ۲۲۵، ۲۲۶، البداية والنهاية، ۶/۲۶۴، المستدرک للحاکم، رقم ۶۷۲، ۶۷۳)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ السلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک عظیم نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی، میں نے اس نور کی روشنی میں ملک شام اور بحرائی کے محلات کو دیکھے ایا۔

وقالت فلما خرج من بطني نظرت اليه فاذا هو ساجد قد وقع اصبعة وهو يقول بلسان فصيح لا اله الا الله وانى رسول الله (خصائص كبرى، شواهد النبوة)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ السلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ فرماتے ہوئے ہیں اور اپنی اٹلی مبارک اٹھائے ہوئے فصیح زبان میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر بار وہ عالم تبلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتا، حضور کی اہمیت بیان کرتا، حضور کی صفت بتایا کرتا، صفت اللہ، صفت رسول، صفت صحابہ، یقین و یقین کا یقین ہے، اسی شہد کے لئے مجلس میلاد و شہد کی جاتی ہے کہ ہر بار وہ عالم تبلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے گا کہ وہی کی جان اور اس کا نصب العین ہے۔

زبانِ تابودورہاں جائے گئے محمد یوسف دہلوی

میاں والہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانا اور محفل میاں د
منعقد کرنا موجب خیر و برکت اور باعث نجات ہے:

بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح باب و امہاتکم اللہی ارضہکم میں ہے:

فلما مات ابولہب اریۃ بعض اہلہ یسئو حبیۃ قال لہ ماذا الفیت

قال ابولہب لہم الی بعدکم خیراً انی سفیت فی ہذہ بعاقبتی

ثوبیۃ۔ (اصحیح البیہقی کتاب النکاح۔ باب و لہلکم اللاتی،

مرقم ۲۸۱۳، مصنف: لعبد الرزاق، مرقم ۱۶۹۵۰، ۴۷۸/۷، شعب

الایمان، مرقم ۲۸۱، ۲۶۱، ملائح النبوة للبیہقی، ۱۴۹/۱، شرح

الصنۃ، مرقم ۲۶۸۲، ۷۶/۹، الصافیۃ والہایۃ، ۲۶۹/۲، ۲۲۰، فتح

الماریۃ ۱۵۰/۶، عمدة القاری، ۹۵/۲۰)

”جب ابولہب مر گیا تو اس لو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں

نہرے مال میں دیکھا، پوچھا تو یہ سنا تو کیا گذری؟ ابولہب بولا کہ تم

سے ملجھو نہ کہ مجھے، مجھے نصیب نہ ہوا، میں مجھے اس آشت سے پانی

پینے کو ملتا ہے کیونکہ میں نے توبہ (لوڑی) کو آزاد کیا تھا۔“

واضح رہے کہ ابولہب، حضرت عبداللہ کا بھائی تھا، اس کی لوڑی توبہ نے جب

ابولہب کو خوشی کی سنائی کہ آج میرے بچھڑی کی ملا دے دینی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر توبہ

کو انکلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تو آزاد ہو، اگرچہ ابولہب سخت کافر تھا۔ اس کی

ملاوت میں پوری سورہ تبت یہ الہی لبیب متب۔ زل دینی، ہم شخص اس لئے کہ اس نے

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملا دے مقدمہ کی خوشی

منائی اور توبہ کو آزاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر یہ کرم فرمایا کہ

ابولہب دوزخ میں اپنی آگلی چوستا ہے تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے، حالانکہ اس نے شخص نیچے

کی ملا دے کی خوشی منائی تھی نہ کہ رسول اللہ کی ملا دے کی بھوک۔

حضرت شیخ الفقیہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اعلیٰ فرماتے ہیں:

دورین جائد است مراہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور کنند

و بذل اسوال نمایند، یعنی ابولہب کی کافر بود چوں پسرور میلاد

آشت سے و بذل شیہ جاریدے بخت آں حضرت سے، ازاد شد۔

تا حال مسلمان کی مملو است بخت ہرور بذل مال دروے چہ باشد

لیکن باید کہ از بدعت ہا کوام امدات کرد اندر کبھی ملا دے خرو۔

و عکرات خالی باشد (مدارج النبوت جلد دوم)

اس واقعہ میں مولود کرنے والوں کیلئے بڑی دلیل ہے، چونکہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ

کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا، جب حضور کی ملا دے کی خوشی اور

لوڑی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان پر اللہ

تعالیٰ کا کس قدر انعام و اکرام ہوگا جو حضور کی محبت و خوشی سے

بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے لیکن یہ جاننے کی کھلی میلاد، عوام کی

انجا کردہ بدعتوں یعنی کانے اور حرام باجوں اور عکرات سے خالی ہو۔

لام باہل اللہ ین سیولئ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یستحب لنا اظہار الشکر لمولود علیہ السلام (تفسیر روح

البیان ۶۶، سورہ فتح)

زیر آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی ملا دے پر شکر اظہار کرنا مستحب ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وقد قال ابن الحجر الہیثمی ان البعدۃ الحسنۃ منتقل علی

نہبہا وعسل المولود واجتماع الناس لہ کذلک بدعۃ

حسنہ۔ قال السخاوی لم یفعله أحد من القرون الثلاثة وإنما أحدث بعد لا زال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدین الکبار یعسلون المولود یتصلطون بانواع الصدفات ویسمنون بمسواة مولوده الکویم ویظہرون برکاته علیہم کل فضل عظیم قال ابن الجوزی من خواصہ انه امان فی ذلک العام ویسری عاجلہ نبیل النعمۃ والمراہم اول من احملہ من الملوک صاحب اویل وصنف لہ ابن دحیہ کتابا فی المولود فاجازہ بالثبوت دینار وقد استخرج لہ الحافظ بن حجر الاصل من السنۃ وكذلك الحافظ السیوطی ورد علی انکارہا فی قولہ ان عمل المولود بدعۃ مذمومۃ۔

”امام ابن حجر محدث شہی نے فرمایا کہ بدعت حسہ کہ مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف کرنا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعت حسہ ہے۔ حضرت امام بخاری نے فرمایا (مرہجہ صورت میں) میلاد شریف نہ مان لڑائی میں کسی نے نہ کیا بعد میں ایجاد ہوا پھر ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ مولود شریف کرتے رہے اور کرتے ہیں اور طرطرت کے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پڑھنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اور محفل میلاد کی برکتوں سے ان پر اللہ کا بڑا فی فضل ہوتا ہے۔ حضرت امام جوہری فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تائید ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے۔ جس بادشاہ نے اس کو (مرہجہ صورت میں) پہلے ایجاد کیا وہ شاہ اریل ہے ابن دحیہ نے اس کے لئے میلاد کی ایک

کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار ہا نیاں مژرگیں اور عائدہ اللہ علیہ الامم ابن حجر اور حافظ الحدیث امام سیوطی نے محفل میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور فعل میلاد کو بدعت سید کہ کر منع کرنے والوں کی تردید فرمائی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت امام سیوطی فی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ومما جرب من خواصہ انه امان فی ذلک العام ویسوی عاجلہ نبیل النعمۃ والمراہم فرحم اللہ امراء اتخذ لہابی شہو مولودہ المہارک اعیاداً لیکون اشہ علة علی من فی قلبہ مؤثر۔ (الواعظ ص ۲۷۷ اول)

”محفل میلاد معتقد کرنے کے خواص میں سے یہ امر تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے سال بھر کے لئے اللہ تعالیٰ کی بشارت ملتی ہے اور میلاد کرنے میں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے، پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو ماہ رجب الاول کی راتوں کو محافل میلاد معتقد کرنا اور خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کر کے عیدیں مناتا ہے تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض (انکار و گستاخی) ہے ان کی بیماری شدیدت کا موجب ہو۔“

اہل حدیث سے شاہ اندر شاہان بریلوی علیہ الرحمۃ نیا خوب فرماتے ہیں:

ناک و دوائیں بند نہیں کرنا تم تو ذکر ان کا سنا تے جائیں گے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مدعا یہ ہے:

ماہ رجب کے معتقد شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

کنست قبل ذلک بمسکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی

اللہ علیہ وسلم ولذکرون اواصاته التي ظهرت في ولادته
ومشاهدته قبل بعثته فريقت الانوار اسطاعت دفعة واحدة
لاقول اني ادر كتبها ببصو الجسد ولا قول ادر كتبها ببصو
الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلک
فصامت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين
بامثال هذه المشاهد واماثل هذه المجاميس ورايت يخالط
انوار الملائكة انوار الوحمة (عبود السرمین مرجع مطبوعه
کتابخانه رحیمہ دیوبند، ص ۷۷) (فیوض السرمین، ۸۰/۸۱)
”میں اس سے پہلے کہ معانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ولادت کے دن مجلس میلاد انبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود تھا،
لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ کی
ولادت کے وقت اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے جو کائنات
مخائب اور فتنوں سے بھرا ہوا تھا اور نہ تو ان کا ذکر کر رہے تھے،
دریں اثناء میں نے کیا رنگی انوار کو دیکھتے دیکھتے، میں نے نہیں کہا کہ
میں نے ان انوار کو جو سبائی آنکھ سے دیکھا اور نہ یہ کہا ہوں کہ فقط
رحمت کی آنکھ سے جس میں نے غور کیا تو مظلوم نواک یہ نور ان ملائکہ
کا ہے جو اس قسم کی مجلسوں اور مشاہدوں پر داخل ہوتے ہیں، نیز میں
نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت میں ملے ہوئے ہیں۔“

شاہ عبدالرحیم صاحب کا مشاہدہ:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ میں ہر سال حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کے موقع پر کھانا تقسیم کیا کرتا تھا

ایک سال مجھے نیاز دینے کی وصیت ندری تو میں نے بھنے ہوئے چنے
کی تقسیم کر دیں، پھر خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایضاً وہی چنے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے۔“ (محققین، ص ۸)

ثابت نواک دنیا بھر کے مسلمان ہر سال خانقاہی میلاد منفقہ کرتے ہیں، بلند پایہ علماء
امت، مفسرین، محدثین اور اہل کرام خانقاہی میلاد منفقہ کرنے، ان مجلسوں میں شامل
ہونے اور عید میلاد کی خوشیاں منانے کو بجا عث زہل رحمت و دفعہ بلا و نصیحت، عمل صالحات
اور طاعات پر ندری ہونے کا ذریعہ جانتے ہیں، تو کیا قبول و یا نہ یہ سب حضرات، بدلتی، گمراہ
اور شرک و کفر ہونے؟ انھوں نے ان ذلک۔

اگر ہم اپنی اپنے دلوں میں سچے ہیں تو حضرت سابق امداد اللہ صاحب مہاجر تہی، شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بلکہ تمام مفسرین
و محدثین کے شرک و کفر ہونے کا اعلان کریں اور اہل خانقاہی ثانی کریں اور اگر ان
میں یہ بہت نہیں ہے تو آئندہ ایسے مرد و دلوں کی صادر کر کے مسلمانوں میں انتشار و فتنہ افک
برپا کرنے سے باز رہیں، مسلمانوں کو بچانے اور مظلوم دینے کی خاطر، ہابی مولوی کہہ
دیا کرتے ہیں کہ ہم نفس ذکر ولادت رسول کو کب منع کرتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم
صورت میں محفل میلاد کا ڈھول ہمارے قلوب میں نہیں ملتا اس لئے یا نوازہ رحمت اور حرام ہے۔

وہابی مولویوں کو کھانا چیلنج:

میں ان فریب کاروں سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم خود بھی اپنے اس اصول پر کار بند
ہو؟ کیا تم لوگ بھی صرف وہی کچھ کرتے ہو جس کا ثبوت بصورت موجودہ ہے؟ تو ان علماء
ملتان، دہلی، اگر کہیں ”نویگر“۔

۱۔ قرآن مجید کے اردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں ترجمے کرنا اور ترجمہ
قرآن کرنا اور ہمہ صورت میں شائع کرنا تو ان علماء سے ثابت کرنا کہ تم انہیں

پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۲۔ حدیث کی کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ مرتب کرنا اور مزید صورت میں شائع کرنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تم انہیں پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۳۔ اردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں حدیث کی کتابوں کے ترجمے مرتب کرنا اور مترجمہ آن شائع کرنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تم سب پڑھتے ہو۔

۴۔ قرآن مجید، حدیث شریف کی کتب اور دیگر رسائل و کتب بصورتِ مرتبہ پرنس میں چھاپنا، چھاپنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ اس پر تم عامل ہو۔

۵۔ قرآن مجید کے تیس پارے بنانا۔ ان میں کوئی مقرر کرنا حرف پر اعراب لگانا قرآنِ عظام سے ثابت کرو۔

۶۔ چھ کلے مقرر کرنا ان کی ترتیب مقرر کرنا کہ یہ پہلا خط ہے، یہ دوسرا، یہ چوتھا، یہ پانچواں اور یہ چھٹا ہے اور پھر ان خطوں کے نام مقرر کرنا کہ پہلا طیب ہے، یہ خط شہادت ہے، یہ خط تجوید، یہ خط توحید، یہ خط استغفار اور یہ خط رزق ہے اس کا ثبوت قرآنِ عظام سے پیش کرو۔

۷۔ صفاتِ ایمان بصورتِ مقررہ، مہرِ صفاتِ ایمان مجمل اور صفاتِ ایمان مفصل کا ثبوت قرآنِ عظام سے دو۔

۸۔ نمازوں کے لئے زمان سے نیت کے مہرِ اتفاق بقراءت قرآنِ عظام سے ثابت کرو۔

۹۔ بصورتِ مرتبہ مسجدیں تعمیر کرنا، مسجدوں کے مینار و محراب اور تہذیب و تمدن کا ثبوت بھی قرآنِ عظام سے پیش کرو۔ کہ بالآخر اہم قرآن پر عمل ہو۔

۱۰۔ نمازوں کیلئے اوقات مقرر کرنا کہ نماز کے لئے اتنے بیتے اور نماز کے لئے اتنے بجکر اتنے منٹ پر جماعت کھڑی ہوئی، قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تم جنتی کے ساتھ اس پر عامل ہو۔

۱۱۔ موجودہ مرتبہ صورت میں مدرسے قائم کرنا، پڑھائی کیلئے اوقات مقرر کرنا، نصاب تعلیم کا تعین، پڑھائی اور چیتوں کے دن مقرر کرنا، قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۲۔ مدرسوں کیلئے چند خانے، امدادی کتبیں شائع کرنا، قرآنی کی کتابیں جمع کرنا، ان کے حصول کی خاطر لگائی گئی کوچہ کوچہ مارے مارے پھرنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تمہارا یہ دستور اہل بن چکا ہے۔

۱۳۔ علم مرتبہ صرف، نحو، فلسفہ، علم کلام اور منطق وغیرہ پڑھنے پڑھانے کا ثبوت قرآنِ عظام سے وہ کہ تمہارے مدرسوں میں پابندی سے یہ علم مدرسہ میں ہے۔

۱۴۔ روزنامے، ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ اخبارات و رسائل مقرر روزانہ، اوقات میں شائع کرنا، اخبارات و رسائل کے نام رکھنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۵۔ تاریخ اور دن اور وقت مقرر کر کے طے منعقد کرنا، بڑے بڑے منج اور پنڈال بنانا جلسہ گاہ کی رونق بڑھانے کیلئے تنقید میں ہزاروں باب لکھنا، جھنڈیاں لگانا، مقررین کو دعوت و دیکر شریک مقرر کر کے بلانا، عوام کو جلسہ میں شمولیت کیلئے شد و مد کے ساتھ ترغیب و بنا دینا و ڈھکڑوں سے ایمان کرتے پھرنا، اشتہارات و پوسٹر شائع کر کے جلسہ کو کامیاب کرنے کی کتبیں کرنا وغیرہ مذہبی، سیاسی و طلبوں کے لئے اس قدر اہتمام و مذہبی کا ثبوت قرآنِ عظام سے پیش کرو کہ یہ سب کچھ تمہارا معمول بن چکا ہے۔

۱۶۔ عارف کعبہ کو فائز کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ شہر چھوڑنے پھرنا اور نذرانے وصول کرنا قرآنِ عظام سے ثابت کرو کہ تمہارے صالحین علی الامان یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔

۱۷۔ اسلام دشمن کانفریڈروں کو اپنا رہنما بنانا۔ ان کی جماعت (بندہ کانگریس) میں

باخوابہ شامل نہا، ملت اسلامیہ کے مفاد کے خلاف ہندو لیڈروں سے گھوڑیاں اور ہندو ای رقوم حاصل کرنا، کفار کے مفاد میں شیر پشیر پتر یہ پتر یہ دورے کر کے تقریریں کرتے پھرنا، ایجنٹوں میں کفار کو کامیاب کرنے کی خاطر غلط بیانیوں کر کے مسلمانوں سے وہ ملت حق پرانہ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر کے یہ سب کچھ تم علی ثلاثان کرتے رہے، تو امر اس پر تاریخ ثابت ہے۔

۱۸۔ کافر لیڈروں کے استہمال کیلئے دو دروازے سفر کر کے پہنچنا، ان کی خوشنودی اور ان کا اتفاق حاصل کرنے کی خاطر ان کے لئے پس پاؤں اٹھا، ”مہاتما گاندھی کی سچے“ پکارنا، جو بالکل سہ و زندہ دیا، سر و دار شکیل زندہ دیا، سبھاں چند روپیہ زندہ دیا، یہ دفعہ لفظ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر کے تمہارے بڑے بڑے مولویوں کے یہ کروتے تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو چکے ہیں۔

۱۹۔ ملت اسلامیہ کو ہندو، مسکوں، پارسیوں، جہانیوں، یہانیوں اور بنگالیوں میں مدغم کرنے کی مذموم کوشش میں متحد قومیت کا پرچار کرنا اور ملت از ملن است کا اعلان کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر کے تمہارے یہ شر متاع کا رنا سے تمہاری چٹائیوں پر تلک کے نیچے نہن چکے ہیں۔

۲۰۔ کافر بہت پرست حکمرانوں کو اپنے مذاہب، مدرسے میں دعوت دیکر بلانا (جیسے کہ مدرسہ دیوبند کے مولویوں نے صدر بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد کو دعوت دے کر اپنے مدرسے میں بلایا، اس کے بعد ازاد کرام کی خاطر بڑے اہتمام کے ساتھ مدرسے اور جلسہ کا گوزیب و زینت سے آراستہ بھیجا، یہ کرنا اس کے استہمال کے لئے بے قراری کے عالم میں دوڑتے بھاگتے پھرنا اس کی آمد پر اس کی تعظیم کے لئے دست بستہ ہو کر ان شلت قیام کرنا اس کے لئے زندہ دیا، کفر سے بلند کرنا اس کے لئے غلط استہتاج پڑھنا، اس کی مدد، شجاء میں قصیدہ خوانی کرنا وغیرہ، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر دے۔

۲۱۔ دنیاوی مفادات کی خاطر دشمن اسلام ”برٹش گورنمنٹ“ کو اپنی گورنمنٹ قرار دینا، ان کی وقاداری کو حق دین اسلام قرار دینا، مسلمانوں کو حکومت برطانیہ کی وقاداری کی تلقین کرنا، انگریزوں کے خلاف لڑنے کو از روئے اسلام ناجائز و حرام قرار دینا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر کے تمہارے یہ شاہکار کارنا سے تمہاری کتابوں میں مندرج ہیں۔

۲۲۔ دشمن اسلام انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو عذر و بناء، اور انگریزوں کی حمایت میں لڑتے ہوئے مر جانے کو شہادت قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کر کے تمہارے مولویوں کی یہ مذموم حرکتیں، تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہیں۔

۲۳۔ اسلام کی سر بلندی کے لئے اسلامی مملکت (پاکستان) قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کے خلاف، محاذ، ہاتھیا ان کی راہ میں روڑے اٹھانا، مسلمانوں کو بہت پرست ہندو، کاداعی غلام بنادینے کی سر توڑ کوشش کرنا، گاندھی اور دیگر ہندو لیڈروں کو نافرمان اسلام، اور گاندھی اظم کو کافر اعظم قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کر کے تمہارے پیشوا اس کے یہ کروتے بھی تاریخ میں ثبت ہو چکے ہیں۔

۲۴۔ مرد کافر لیڈروں کی تصویر کی صدارت میں منعقد جلسہ میں شرکت کرنا اس کی تصویر کو سلامی دینا، اس کی مدد و ستائش کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کر کے تمہارے مولوی مرد سبھاں چند روپیہ کی تصویر کی صدارت میں یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ (ثبوت کے لئے فقیر کی کتاب ”لیف“ تاریخ، ”ماہ“ کا مطالعہ کیجئے)

۲۵۔ اس عقیدہ کا قرونِ ثلاثہ سے ثبوت دو کہ ”نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصویر میں اپنی جگہ کو لگا دینا فعل اور اگر گھر کے خیال میں مستحق نبوت سے زیادہ نرا ہے“ جیسے کہ تمہارے پیشوا امامیل دیہی نے کتاب ”سہ اول مستقیم“

میں نکلتا ہے۔

۲۶۔ اس عقیدے کا ثبوت قرآن عطا سے قیاس کر کے کیا گیا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا حقا نہیں، نیز اس کا بھی کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، نیز اس کا بھی کہ رسول کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، نیز اس کا بھی کہ شیطان اور ملک الموت کا علم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، نیز اس کا بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک دن مرکز نبی میں مل جائے گا۔ (نور اللیلمین ذیلک المذہبات) یہ باتیں ۱۰ بابین کے پیشواؤں، امام اہل دہلوی، مولوی عبد اللہ علی نے اپنی کتابوں تقویۃ ایمان اور مدحین کلمہ میں لکھی ہیں اور ان کتابوں پر ۱۰ بابین کا ایمان ہے۔

۲۷۔ یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ جوت بولے پر قادر ہے قرآن عطا سے ثابت کر کے یہ تمہارے مولویوں نے بڑے اصرار کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

تمام ۱۰ بابی مولویوں کو کھانا پیش ہے کہ وہ مندرجہ بالا اور کا ثبوت قرآن عطا سے قیاس کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیں، اگرچہ وہ بھی صد ہا ایسے امور قیاس کئے جاسکتے ہیں، جو قرآن عطا سے ہرگز ثابت نہیں، لیکن ۱۰ بابین ان پر عامل ہیں جو بتایا جانے کہ یہ تمام امور ان کے لئے کیونکر جائز و مانع ہو گئے؟

۲۸۔ قاتحہ ویسا دینے ہی ایسا کونسا گناہ لیا ہے کہ ۱۰ بابین کی مذمت کرتے ہیں اور دعوتِ سیدہ، ناجائز اور حرام کہتے نہیں جیسے اور قاتحہ ویسا دینے والے مسلمانانِ اہلسنت کو بدعتی، فاسق، مشرک اور کافر قرار دے کہ ملتِ اسلامیہ میں فتنہ انگیزی اور امتحانِ رہبرانی برپا کرنے کی ہر مناک حرکتوں سے باز نہیں آتے؟

وہابی مولویوں کی سیدہ روزی:

۱۰ بابین کی منطقی بھی بڑی عجیب ہے کہ یہ خود چاہے قرآن وحدیث کے سربراہ مخالف نہیں، ناجائز اعمال کے مرتب ہوں، تمام امت کے مخالف عطا نہ رکھیں، خود کو بہر

حال صحیح اور راہِ راست پر اور اپنے ۱۰ اہتمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ بات بات پر ان کی رگِ نبردیت پھڑک اٹھتی ہے، مسلمانانِ اہلسنت سے بغض وعناد کی وجہ سے جائز و ناجائز اور مستحسن اور پرہیزی، بدعتِ سیدہ اور مشرک و کفر کے فتویٰ لگانے سے باز نہیں رہتے، مثلاً منقلبِ میلاد کو بدعتِ سیدہ ثابت کرنے کی کا نام کوشش کرتے ہوئے دیوبندی ۱۰ بابین کا پیشوا مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

”یہ منقلب چنانکہ زمانہ فخرِ عالم السلام اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہین اور زمانہ تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اہل تاریخ فاسق کہتے ہیں۔ لہذا یہ مجلس بدعتِ مشافہ ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ، کمال، کتاب

الذہبات، باب مجلس میلاد، ص ۱۶۴)

نیز لکھتا ہے ”بعد جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرآن خیر میں اس کو نہیں لیا۔“ (کتاب مذکور) اور یہی مفتی قاتحہ کے متعلق لکھتا ہے:

”قاتحہ ہر چیز پر عاویز نہیں ہے بلکہ بدعتِ سیدہ ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ، کمال، ص ۱۶۴)

اور سب سے قاتحہ ہے کہ

ایں طور مخصوص نہ در زمان اشاعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود نہ در زمان قاتحہ و بلکہ وجود آن در وقت و عطا کوشش و راہ لیا مالگیر اللہ مقول نہ شدہ (فتاویٰ رشیدیہ، کمال، ص ۱۶۸)

دیوبندی مفتی کی طرح دوسرے ۱۰ بابی غیر مقلدین، نہ وہی اور خود دینے وغیرہ بھی اسی طرح کے بود و اعتدائات کے تحت قاتحہ، لیا رنویں اور میلادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کو بدعتِ سیدہ اور ناجائز و حرام ٹھہراتے ہیں ان کا سب سے بڑا اور جلیا دی امتحان یہی ہے کہ چونکہ یہ کام بہت مرتبہ قرآن عطا نہیں ہوا اس لئے حرام ہے۔ مگر جب

یہی لوگ اپنے مفادات کے تحت خود ایسے کام کرتے ہیں جو بہت مہیتر و نفع بخش ہیں نہ تھے تو پہلے اس خانہ ساز اصول کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور قسم قسم کے حیلے بہانے تراشتے لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسی دیوبندی مفتی کوئی دیکھ لیجئے کہ کس دھڑے سے کہتا ہے کہ محفل میلا اور فاتحہ مہر اس لئے جائز نہیں کہ کہتے مہیتر و نفع بخش ہیں نہ محفل میں نہ حق اور بطور قاعدہ طے اعلان کرتا ہے کہ ”مہر جواز کے واسطے یہ دلیل پس ہے کہ کسی نے قرآن شریف میں اس کو نہیں کیا۔“

لیکن اس کے برعکس آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ یہی وہابی مفتی ذرا سے دنیاوی مفاد کی خاطر اپنی موم کی ہاک کیک کو موز دیتا ہے، مہر و دیوبندی میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کو کوئی مشغل یا مصیبت درپیش ہوتی تو مبلغ پندرہ روپے اس مہر میں دیتا اس کے معاوضہ میں دیوبندی مولوی اور طلباء کو بخاری شریف کا شتم پڑھ کر اس کے لئے دعا مانگتے۔

اور چونکہ یہی دیوبندی مولوی شتم قرآن مجید کو بدعت سیئہ اور حرام قرار دیتے تھے اور مہر چلتا تھے کہ شتم قرآن مجید و نفع بخش ہے ثابت نہیں تو کسی نے سوال کیا ”کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا شتم کرنا قرآن کا لفظ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟“

تو اس کے جواب میں دیوبندیوں کا یہی مفتی قویٰ صادر کرتا ہے کہ:

”قرآن عظیم میں بخاری شریف کا شتم نہیں ہوتا، فقہی مگر اس کا شتم درست

ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت

ہے۔ بدعت نہیں۔“ (مناوی رشیدیہ کمال ص ۱۶۲)

اب اسے وہابی کی سیہ مزی نہیں تو اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید جو مہر کتاب کی صورت میں قرآن عظیم میں موجود تھا اور ہر جود اس کے کہنا سنا سے رکھ کر ہم اللہ الرحمن الرحیم (جو قرآن کی آیت ہے) پر مہر اور دعا مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد مجمل سے ثابت ہے۔ شتم قرآن، بدعت سیئہ یا جائز اور حرام اور مہر جب عذاب

ہے۔ لیکن بخاری شریف جو قرآن عظیم میں موجود ہے جس میں اس کا شتم جائز اور مہر جب و مہر صائب ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ شتم قرآن چونکہ مسلمانان اہلسنت کرتے ہیں اس لئے بدعت سیئہ اور حرام ہے اور شتم بخاری شریف چونکہ دیوبندی وہابی کرتے ہیں لہذا جائز ہے۔ ورنہ شتم بخاری اگر ذکر خیر ہے تو شتم قرآن مجید ذکر خیر کیوں نہیں؟ حالانکہ کھانا سنا سے رکھ کر حرامات قرآن کی اصل شرع سے بالوضاحت ثابت ہے، اگر وہابی مولوی فاتحہ مہر، محفل میلا و کو اس مہر سے بدعت سیئہ اور حرام بتاتے ہیں کہ کہتے مہر و فاتحہ میلا و قرآن عظیم میں نہیں تھا تو ان پر لازم ہے کہ شتم بخاری بہت مہر و نفع بخش ہے ثابت کر کے اس کے جائز ہونے کا ثبوت پیش کریں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَيْ تَفْعَلُوْا

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُودُهَا النَّفْسُ وَالْحِمَارُ اُعْذِلْتُ لِّلْكَافِرِيْنَ

ملانے اہلسنت سے مباحثہ کے دوران وہابی مولویوں کو جب کوئی راہ فرار دکھائی نہیں دیتی تو پہلو پھانے کی خاطر کہہ دیا کرتے ہیں کہ:

”ہم گھس ذکر و مال کو کب منع کرتے ہیں ہم تو اہتمام و مذاقہ کائنات

بجائے اور انتظام و دوزن کی مہر سے محفل میلا و کو جائز و حرام کہتے

ہیں۔“

مگر ہابیہ کا یہ اعتراض بھی ایک عذر تک سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اس لئے کہ عموماً میلا و کی محفلوں میں کانا بھانا اور انتظام و دوزن ہرگز نہیں ہوتا اور اگر نہیں جہلاء کے ہاں ایسا ہوتا بھی ہوتا ملانے اہلسنت اسے کب جائز کہتے ہیں؟

مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مہر و مہر کو روکنے کے بجائے ہر محفل میلا و کو بدعت سیئہ اور جائز و حرام قرار دینے کا مذاقہ و مذاقہ کا اعتراض تو اس سے خود وہابی مولوی بھی محفوظ نہیں، غور کا مقام ہے کہ وہابیہ کے نزدیک اگر انتظامات و لوازمات محفل

میلاد و انبیاء باجائز و جرام میں تو یہ خود جو چلے اور کافر نہیں منع کر رہے ہیں ان میں فرس بچھاتے، شامیانے لگاتے، سیاحت کے لئے جھنڈیاں لگاتے، بجلی کے ستکڑوں ہزاروں گتے لگاتے ہر سے اسٹینج ہاتھ، انبیاءات و رسائل میں اعلان کرتے، لاؤ ڈیجیٹل سے ڈیجیٹل واد ہے، قد آدم اشتہارات شائع، تقسیم کر کے عوام کو شرکت کی دعوت دیتے اور ہزاروں ایکٹیں کرتے ہیں کہ جوق و جوق شرکت فرما کر جلد کو کامیاب بنائیں، نیز اخبارات کے لئے چند فرامین کرتے پھرتے ہیں تو یہ سب کیوں ہمارے لئے کیونکر جائز ہو جاتا ہے؟ جب اتمام مذاقیہ خود بھی کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بنائے مخالفت یہ اور نہیں بلکہ اصل مہرہ فلسفہ سے نفی و مناوہ و ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہایت بے کہ خود ان کو وہی جہاں امت انسانیت کی آڑ میں ذکر حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روکنے کی کام کوشش کرتے ہیں لیکن پھر جان انہی انکار نہیں سمجھتے کہ جس کے ذکر کو خود رب اعز و بلند فرمائے۔ و رفعاً تک ذکر کا اعلان فرمائے اس کے ذکر کو کون روک سکتا ہے؟ آپ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر کے جیت جاتا چاہتے ہیں؟

اطنی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھی خوب فرمایا ہے:

مصلحتی تو خدا سے نہ لڑائی اپنے یہ گناہیں اسے منکر نہ دلا دیا
و رفعاً تک ذکر نہ ہے سایہ چھ پر ہول بالا ہے حیران کر ہے اونچا دیا
من گئے ملے ہیں، من جہاں گئے اعدائے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا بھی چرچا دیا

حرف آخر:

حمد و ثناء میں مندرج سوالات کے مائل جوابات مکمل ہونے اور توفیق ہمارے کی تردید اہل حق احسن پاپہ جھیل کسے تھوٹتی ہے یہ درحقیقت واضح ہو چکی کہ جن دس امور کی بنا پر ہمارے نے بحال شہادت و فرزند ان توحید عاشقان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کو شرکت کا ذکر تحریر کرنے کی مذموم کوشش کی ہے ان امور کی بنا پر شرکت نہ ہرگز جائز نہیں ہوتا۔

پہنچنے ان کی خدمت مقصد، گنج گنجی اور ان کے جہل مرکب میں گرفتار ہونے کا کرشمہ اور مسلک ہمارے کا طرہ امتیاز ہے۔ و رسائل یہ لوگ اپنے بیٹو و ان کے جد و اجداد بھری مہر ان اہلطان کی تقلید کرتے ہوئے تھیل الوٹھین سے بہت بچے ہیں۔ امت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں۔ اس کے باوجود اپنے سوائی کو مسلمان نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اہل اسلام کے مخالف و دشمن اور کفار کے ساتھی و مددگار رہے ہیں اور ان کا یہی طرز عمل چرچا فرمانِ منور علیہ الصلوٰۃ و السلام ان کے خارجی ہونے کا بین ثبوت ہے کہ فرمایا:

يقضون اهل الاسلام ويهدعون اهل الاوثان السديت (میںاری)

معلم، مشکوٰۃ

”یہ لوگ اہل اسلام کے قاتل (دشمن) ہوں گے اور بت پرستوں

سے کون قرض نہ کریں گے۔“

آزمین! ان کی مسلم دشمنی اور ملت اسلام کے خلاف ان کے سیاد کارناموں کی تفصیل اور ان کی مکمل تاریخ معلوم کرنے کے لئے فقیر کی کتاب ”مکمل تاریخ ہمارے“ قاضی و مطالعہ کریں، اس کتاب میں ماکمل تاریخ دینا رنگی حوالوں سے ان کے چہرے سے خطاب کشائی کی گئی ہے۔ نیز تعلیمات قرآن و حدیث میں ہمارے کی تحریف و تفسیر اور دینی مسائل میں ان کی دھاندلیوں اور سرکاریب سے آگاہی کے لئے فقیر کی تالیف ”تہذیب ایمان“ حصہ اول و دوم کا مطالعہ بھی ضروری ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ غلطی رنگ میں ہمارے کے عجیب و غریب جھانڈوں سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔

وما علیہا الا الیابلاغ

تأخذ ومراجع

- ☆ القرآن الحكيم
- ☆ أشعة اللغات - للأهلوي، الشيخ عبد الحى بن سبب الدين المحتد (١٠٥٢ هـ)، مكتبة التوبة للرسمية، سكر، باكستان ١٩٧٦م
- ☆ البحر الزخار - المعروف بمسند البرز، للبرز، الإمام أبى بكر أحمد بن عمرو بن عبد الحالى العنكى (٢٩٤ هـ)، تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن ريس الله، مكتبة العلوم والحكم، طبعة المنورة، ١٤٢٤ هـ ٢٠٠٣م
- ☆ بهجة الآثار - نور الدين بنى الحسن على بن يوسف بن حبيب اللحي (٨١٣ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ البداية والنهاية - حافظ عماد الدين إسماعيل بن عمر بن كثير (٧٧٤ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ البداية شرح النهاية - محمد بن أحمد بن موسى بن أحمد بن الحسن (٨٥٥ هـ)، بيروت
- ☆ تفسير بضاوى - قاسم أبو الخير عبد الله بن عيسى بضاوى شيرازى سافى (٦٨٥ هـ)، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ تفسير عزيزى - ساء عبد العزيز محمّد دهلوى (١٢٣٩ هـ)، مكتبة وشيعة، كراتشي
- ☆ تفسير مفاركة - أبو البركات أحمد بن محمد دمقي (٧١٠ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ التفسير الكبير، امام فخر الدين رازى، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ التفسيرات الاحملية - علامة أحمد حيون جوبورى (١١٣٠ هـ)، فادسي كتب علماء كراتشي

- ☆ حلالين، حافظ حلال الدين سوطى (٩١١ هـ)، فادسي كتب علماء كراتشي
- ☆ الخصائص الكبرى - حافظ حلال الدين سوطى (٩١١ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ الامر المعتبر - امام حلال الدين سوطى (٩١١ هـ)، بيروت
- ☆ دلائل النبوة - امام أبو نعم احمد بن عبد الله (٤٣٠ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ دلائل النبوة - امام أبو بكر احمد بن حسن بهقى (٤٥٨ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ روح البيان - علامة إسماعيل حنّى (١١٣٧ هـ)، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ زبدة الآثار - شاه عبد الحى محمّد دهلوى (١٠٥٢ هـ)
- ☆ مشن أبى داؤد - للإمام سليمان بن أسعد الشحاسى (٢٧٥ هـ)، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م
- ☆ مشن ابن ماجه - للإمام أبى عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (٢٧٣ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨م
- ☆ مشن الترمذى - للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى بن سورة (٢٩٧ هـ)، تحقيق محمود محمد محمود حسى نقاش، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠م
- ☆ مشن دار قطنى - امام على بن عمر دار قطنى (٢٨٥ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ مشن الكبرى للبيهقى - امام أبو بكر احمد بن حسن بهقى (٤٥٨ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ مشن النسائى - امام أبو عبد الرحمن احمد بن سعيد نسائى (٣٠٣ هـ)، دار الفكر، بيروت

- ☆ **شرح صحيح البخاري**، للإمام أبي الحسن علي بن عتب بن عبد الملك، مكتبة الراسد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م
- ☆ **شرح صحيح مسلم**، للقرطبي، الإمام أبي زكريا يحيى بن شرف التميمي الشافعي (ب ٦٧٦ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م
- ☆ **شرح الصدور**، حافظ جلال الدين سوطي (ب ٩١١ هـ)، غوليه كتب بخانه كراتشي
- ☆ **صحيح ابن حبان**، امام علاء الدين علي بن بلال الفارسي (ب ٨٣٩ هـ)، بيروت
- ☆ **صحيح البخاري**، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي (ب ٢٥٦ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ١٩٩١ م
- ☆ **صحيح مسلم**، للإمام مسلم بن الحجاج القشيري (ب ٢٦١ هـ)، دار الأرقم، بيروت
- ☆ **عمدة القاري**، امام يار الدين عيني، بيروت
- ☆ **فتاوى وشيعة كامل**، شرح ورشد احمد كنگرهي (ب ١٣٢٣ هـ)، نور محمد كتب بخانه كراتشي
- ☆ **فتح الباري**، امام ابن حجر عسقلاني، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **فتح القدير**، علمه كمال الدين بن همام (ب ٨٦١ هـ)، مكتبة ورسايه كراتشي
- ☆ **فيصله هفت مسئله**، حاجي امداد الله مهاجر مكي، مكتبه وشياده، كراتشي
- ☆ **فيض الحرمين**، ساد ولي الله محلث دهلوي، كراتشي
- ☆ **مرفقات المفاتيح** (شرح مشکاة المصابيح)، للإمام الملا علي بن سلطان محمد نقاري (ب ١٠١٤ هـ)، النسخ جمال عشاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م

- ☆ **المستدرک**، امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم بنمايوري (ب ٥٠٥ هـ)، دار المعرفة بيروت
- ☆ **مشكاة المصابيح**، للقرطبي، الشيخ ولي الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب (ب ٧٤١ هـ)، نخس الشیح جمال عشاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م
- ☆ **مستمع قرآن و منبع الفوائد**، للهشمي، مورثين علي بن أبي بكر المصيري (ب ٨٠٧ هـ)، نخس عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م
- ☆ **مدارج النبوة**، سح عبد الحی محلث دهلوي (ب ٥٠٢ هـ)
- ☆ **المستند**، للإمام أحمد بن حنبل (ب ٢٤١ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **مستند ابو يعلى**، امام احمد بن علي التميمي (ب ٣٠٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **المعجم الكبير**، للطبراني، الحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب اللحي (ب ٣٦٠ هـ)، نخس حمدي عبدالمجيد الملقني، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م
- ☆ **سور العرفان**، مفتي احمد يار خان نعمي (ب ١٣٩١ هـ)، سياه القرآن، كراتشي

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

کی ہدیۂ شائع شدہ کتب

کہی ان کہی، زکوٰۃ کی اہمیت،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، فلسفہ اذانِ قبر،

نوٹ: جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت شائع شدہ تمام کتب اور اسے سے بھی نہایت مناسب قیمت پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔

برائے رابطہ: حکیم سید محمد طاہر نعیمی، 3885445-0321-32439799-021

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلا دا بن کثیر، عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

مسائل خزانہ العرفان، عورت اور آزادی،

الرواح الزکیہ، ستر استغفارات،

امام احمد رضا قادری رضوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

فتاویٰ حج و عمرہ، نسب بدلنے کا شرعی حکم

تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار،

دعاء بعد نماز جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم